ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۸ جون ۱۹۵۶
کز مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

باسمہٖ سبحانہٗ

وظائف و لطائف

از جناب خاموش مبلغ صاحب ملتان

سفر اور مسافر کے رخصت کرنے کی دعا

اَللّٰہُ اَکْبَرُ (تین بار کہے)
سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝

ترجمہ:- وہ پاک ذات ہے۔ جس نے اس کو ہمارے بس میں کیا اور ہم اس کو قابو میں لانے والے نہیں تھے۔ اور ہم کو اپنے پروردگا کی طرف لوٹنا ہے۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کے لئے اپنے اونٹ پر سوار ہوتے۔ تو تین بار اللہ اکبر فرماتے اور پھر آیت مذکورہ پڑھتے۔

(مسلم ۱۲ مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات)

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِیْ سَفَرِنَا ھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی

ترجمہ:- اے اللہ ہم اپنے اس سفر میں آپ سے نیکی اور پرہیزگاری اور آپ کی رضامندی کے کام طلب کرتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا ھٰذَا وَاطْوِلَنَا بُعْدَہٗ

ترجمہ:- اے اللہ ہم پر یہ سفر آسان فرمایئے اور اس کی دوری ہمارے واسطے لپیٹ دیجئے!

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ۔

ترجمہ:- اے اللہ آپ سفر میں رفیق ہیں اور گھر والوں پر خلیفہ ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَۃِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ۝

ترجمہ:- یا اللہ سفر کی تکلیف سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔ برے نظارہ کے دیکھنے سے مال اور گھر والوں میں برے حال لوٹنے سے ہم ہیں رجوع کرنے والے توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے اور اپنے پروردگار کی تعریف کرنے والے۔

● عبداللہ بن سرجسؓ سے روایت ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر فرماتے تو سفر کی تکلیف سے اللہ کی پناہ مانگتے

(مسلم ۱۲ مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات)

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔

ترجمہ:- اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ اس کے پورے کلموں سے اس چیز کی برائی سے جو اس نے پیدا کی

خولہ بنت حکیمؓ سے روایت ہے۔ کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ کہ جو کسی منزل پر اترے تو کہے (اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق) اس کو کوئی چیز ضرر نہ پہنچائے گی۔ یہاں تک کہ کوچ کرے اس مقام سے۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا اے اللہ کے رسولؐ میں نے بچھو سے سخت تکلیف پائی۔ کہ اس نے مجھے گزشتہ رات کاٹا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار ہو اگر تو شام کو (اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق) کہتا تو بچھو تجھے تکلیف نہ دیتا۔ (مسلم ۱۲ مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات

مسافر کے رخصت کرنے کی دعا

اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَاٰخِرَ عَمَلِكَ

ترجمہ:- اللہ کو سونپتا ہوں تیرا دین اور تیری امانت اور تیرے کام کا انجام۔

ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت کسی شخص کو رخصت فرماتے تو اس کا ہاتھ پکڑ لیتے۔ اور اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے۔ یہاں تک کہ وہ آپ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ چھوڑتا اور فرماتے (استودع اللہ دینك) آخر تک

(ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ ۱۲ مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات)

فہرست مضامین

ہفت روزہ خُدام الدین لاہور

جلد (۲) | یوم جمعہ ۲۸ شوال ۱۳۷۵ھ مطابق ۸ جون ۱۹۵۶ء | شمارہ ۴

ہمارے مُلک میں انتخابات

آج کل جمہوریت کا دَور دَورہ ہے جمہوریت میں عوام قانون ساز اور حاکم ہوتے ہیں، عوام ووٹ کے ذریعہ اپنے نمائندے منتخب کرتے ہیں جو ان کی طرف سے قانون بناتے اور ملک کا نظم و نسق چلاتے ہیں، یہ نمائندے عوام کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں، اگر ان کی مرضی کے مطابق کام کریں تو نبھا ورنہ وہ ان کو معینہ مدت کے بعد اپنی نمائندگی سے خارج کر سکتے ہیں۔

ہر چیز کی طرح ووٹ کا بھی صحیح اور غلط استعمال ہوتا ہے، ووٹ کا صحیح استعمال یہ ہے کہ اس کو بہترین امیدوار کے حق میں ڈالا جائے، بہترین امیدوار وہ نہیں جو اپنے منہ میاں مٹھو بنتا پھرے، بلکہ جس کی دیانت، امانت، شرافت للہیت اور قوم پرستی سے اس کے حلقہ کا ہر ووٹر واقف ہو، جس کا نصب العین ملک و قوم کی خدمت ہو، نہ کہ ذاتی مفاد غلط استعمال یہ ہے کہ روپے یا کسی دوسری چیز کے عوض ووٹ بیچ دیا جائے، امیدوار کی نااہلی کے باوجود اس کو محض اس لئے ووٹ دیا جائے کہ وہ ہماری برادری کا فرد ہے، یہ قومی غداری ہے۔

برصغیر ہند و پاکستان میں تقسیم سے پہلے اور بعد مسلمانوں کی اکثریت نے ہمیشہ اپنا ووٹ غلط استعمال کیا، تقسیم سے قبل اس کا نتیجہ یہ تھا کہ مسلم اکثریت کے صوبوں میں بھی مسلمان غیر مسلموں کے رحم و کرم پر تھے، تقسیم کے بعد اب تک ووٹ کے غلط استعمال کا نتیجہ یہ نکلتا رہا کہ پاکستان کے کسی صوبہ کی وزارت کو قرار نہیں ملتا رہا، جب وزارت کو قرار نصیب نہ ہوگا تو وہ ملک و قوم کی بہتری کے لئے کیا خاک کام کرے گی، اس کو تو اپنی جان کے لالے پڑے ہوں گے، وزارتوں کے ردو بدل سے ملک و قوم کی جو گت بنی وہ سب کے علم میں ہے، ہم اس کے متعلق یہاں کچھ کہنا نہیں چاہتے، ووٹ کا غلط استعمال اس لئے ہوتا رہا کہ ووٹروں کو اپنے ووٹ کی قیمت معلوم نہیں۔ ووٹ کی قیمت کا پتہ تعلیم و تربیت سے چلتا ہے، ہمارے ملک میں دونوں کا کوئی انتظام نہیں، نہ حکومت، نہ سیاسی پارٹیاں اور نہ مذہبی رہنما اس طرف توجہ دیتے ہیں، اب تک حکومت اور سیاسی پارٹیاں ووٹروں کی غفلت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر ان کو اپنی مطلب براری کے لئے استعمال کرتی رہی ہیں، مذہبی رہنماؤں نے اس میدان کو غیروں کے سپرد کرکے خلوت نشینی اختیار کر لی، جس کی وجہ سے مذہب اور سیاست کو دو علیحدہ چیزیں سمجھا جانے لگا، سیاسی رہنما مذہب سے دور اور مذہبی رہنما سیاست سے دست بردار ہو گئے۔

اس سے کوئی سمجھدار مسلمان انکار نہیں کر سکتا کہ یہ صورت حال کسی لحاظ سے بھی اطمینان بخش نہیں ہے اور قوم و ملک کے مفاد کے لئے اس کو جلد از جلد بدلنے کی ضرورت ہے، یا تو سیاسی رہنما مذہبی ہو جائیں یا مذہبی رہنما قوم کی رہنمائی کے لئے میدان میں آئیں، ان دو صورتوں کے سوا بہتری کی کوئی امید نہیں، ہماری موجودہ سیاست مذہب سے دور ہونے کی وجہ سے چنگیزی بن گئی ہے ؎

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

سیاسی رہنماؤں سے یہ امید رکھنا کہ وہ مذہب کو اپنا کر سیاست کا رُخ بدل دیں گے، خام خیالی ہے، اس لئے مذہبی رہنماؤں کو ہی میدان میں آنا پڑے گا، ہم ہر خیال کے علمائے کرام اور صوفیائے عظام کو دعوت فکر دیتے ہیں، وہ ہماری اس تجویز پر غور و فکر کرکے کوئی لائحہ عمل بنائیں اور آئندہ کارپوریشن، میونسپل کمیٹیوں اور اسمبلیوں کے انتخابات میں قوم کی رہنمائی فرمائیں، اگر ان کی گوشہ نشینی کے باعث آئندہ انتخابات میں نااہل منتخب ہو گئے تو سوچنے کی بات ہے کہ وہ خود کس حد تک مجرم قرار پائیں گے گذشتہ مہینہ جب کارپوریشن کے انتخابات کا اعلان ہوا تو یہ دیکھ کر بہت دکھ ہوا کہ کوئی مخلص کارکن آگے آنے کے لئے تیار نہیں، کیا یہ قوم کے دامن میں ایک بدنما داغ نہیں کہ اس کی رہنمائی کے لئے وہ لوگ آگے آئیں، جو سماج میں اچھی نظروں سے نہیں دیکھے جاتے، اکثر امیدوار نہ

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

سُرخ (×) نشان

اگر آپ کی چٹ پر سرخ نشان ہے تو اس کے معنی ہیں کہ آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے اس کے بعد آپ یا تو چندہ بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیں یا ہمیں لکھ دیں کہ وی۔ پی بھیج دیا جائے۔ منی آرڈر بھجوانے میں آپ کا خرچ کم ہوگا۔

مینجر "خدام الدین" لاہور

پاکستان

صحیح معنوں میں کب جمہوریہ اسلامیہ بنے گا؟ —— کتاب و سنت کا قانون کب رائج ہوگا؟ —— فحاشی کے اڈے، سینما، ریس، شراب خوری، جوا بازی اور دوسری برائیاں کب دور ہوں گی؟ ——

امرأۃ الاسلام

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۲)

از جناب سید مشتاق حسین صاحب بخاری

نکاحِ ثانی

حضرت ام سلمہؓ کو اپنے شوہر حضرت ابو سلمہؓ سے بہت محبت تھی، ایک مرتبہ شوہر سے بولیں، میں نے سنا ہے کہ اگر مرد اور عورت دونوں جنتی ہوں اور مرد عورت کے بعد کسی سے نکاح نہ کرے تو وہ عورت اس کو جنت میں ملے گی، اسی طرح اگر عورت مرد کے بعد نکاح نہ کرے تو وہی مرد اسے جنت میں ملے گا، اس لئے آؤ عہد کریں کہ موت واقع ہونے کی صورت میں ہم میں سے کوئی دوسرا نکاح نہ کریگا حضرت ابو سلمہؓ نے سُن کر کہا کہ اگر میرا مشورہ مانو تو میں کہوں گا کہ ضرور نکاح کرو، پھر آپ نے دعا کی، اے اللہ! ام سلمہؓ کو میرے بعد مجھ سے بہتر خاوند عطا فرما جو اسے نہ تکلیف دے اور نہ دکھ پہنچائے۔

ابو سلمہؓ کی وفات کے وقت ام سلمہؓ حاملہ تھیں، جب وضع حمل کے بعد عدّت ختم ہو گئی؛ تو حضرت ابو بکرؓ نے نکاح کا پیغام دیا، لیکن حضرت ام سلمہؓ نے انکار کر دیا، ان کے بعد حضرت عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لے کر پہنچے حضرت ام سلمہؓ نے کہا کہ مجھے چند عذر ہیں یعنی (۱) میں سخت غیور ہوں (۲) صاحب عیال ہوں (۳) میری عمر زیادہ ہے، رحمۃ اللعالمینؐ نے ان سب زحمتوں کو گوارا فرما لیا، حضرت ام سلمہؓ کو اب کیا انکار تھا، اپنے لڑکے عمرؓ سے کہا کہ اٹھو اور حضورؐ سے میرا نکاح کر دو۔

یہ تقریب سعید شوال ۴ھ میں انجام پذیر ہوئی، حضرت ام سلمہؓ کو پہلے شوہر کی رحلت سے جو صدمہ تھا وہ حرم نبوی میں داخل ہونے کے بعد جاتا رہا، اور انہیں ابدی مسرت حاصل ہو گئی۔

سنن ابن ماجہ میں ہے:۔

"جب ابو سلمہؓ نے وفات پائی تو میں نے وہ حدیث یاد کی، جس کو وہ مجھ سے بیان کیا کرتے کہنا چاہتی کہ خداوندا مجھے ابو سلمہؓ سے بہتر جانشین دے"، تو میرا دل کہتا کہ ابو سلمہؓ سے بہتر کون مل سکتا ہے؟ لیکن میں نے دعا کو پڑھنا شروع کیا تو ابو سلمہؓ کے جانشین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دو چکیاں، گھڑا اور چمڑے کا تکیہ جس میں خرمے کی چھال بھری تھی عطا فرمایا، یہی سامان اور بیبیوں کو بھی عطا ہوا تھا، یہ حضرت زینبؓ کے مکان میں مقیم ہوئیں، انہوں نے وہاں دیکھا کہ ایک مٹکے میں جو رکھے ہیں، اور ایک چکی اور ایک ہانڈی بھی، انہوں نے جو خود پیسے اور چکنائی ڈال کر ملیدہ تیار کیا اور پہلے ہی دن حضورؐ کو وہ ملیدہ کھلایا جو نکاح کے دن اپنے ہی ہاتھ سے پکایا تھا۔

بہت حیادار تھیں، ابتداءً جب حضورؐ مکان پر تشریف لاتے تو حضرت ام سلمہؓ فرط غیرت سے لڑکی زینبؓ کو گود میں بٹھا لیتیں، آپ یہ دیکھ کر واپس تشریف لے جاتے، حضرت عمار بن یاسرؓ کو جو حضرت ام سلمہؓ کے رضاعی بھائی تھے، معلوم ہوا تو بہت ناراض ہوئے اور لڑکی کو چھین لے گئے، بعد میں یہ بات کم ہوتی گئی، اور یہ بھی دوسری ازواج مطہرات کی طرح رہنے لگیں۔

جب حضورؐ نے ان کا ذکر حضرت عائشہؓ سے کیا تو حضرت عائشہؓ کو بڑا رشک ہوا۔ حضرت عائشہؓ خود فرماتی ہیں کہ ان کے حسن کی بہت شہرت تھی، جب نکاح ہو گیا تو میں نے چھپ کر حیلہ سے انہیں دیکھا، جیسا سنا تھا ویسا پایا۔

جناب عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیان میں یہ واقعہ گزر چکا ہے کہ تمام ازواج مطہرات کو ماسوائے حضرت صدیقہؓ کے اگر حضورؐ سے کچھ عرض کرنا ہوتا تو حضرت ام سلمہؓ کو سفیر بنا کر بھیجا جاتا۔ ویسے حضورؐ کی ازواج کے دو گروہ تھے، ایک میں

اور دوسرے گروہ میں حضرت ام سلمہؓ اور دیگر ازواج تھیں، چونکہ حضورؐ حضرت عائشہؓ کو زیادہ عزیز رکھتے تھے اس لئے لوگ حضورؐ کی خوشنودی کے لئے آپ کے پاس اس وقت تحائف بھیجتے جب آپ حضرت عائشہؓ کے ہاں تشریف فرما ہوتے دوسری ازواج نے حضرت ام سلمہؓ کی معرفت حضورؐ کو دو مرتبہ کہلا بھیجا کہ لوگوں کو چاہیئے کہ تحائف کے بارے میں تمام ازواج سے یکساں سلوک کریں، آپ نے اعراض فرمایا، جب حضورؐ کو تیسری مرتبہ حضرت ام سلمہؓ نے کہا تو آپؐ نے فرمایا کہ عائشہؓ کے بارے میں مجھے اذیت نہ پہنچاؤ تم میں سے کوئی بھی ایسی بیوی نہیں ہے جس کے لحاف میں میرے پاس وحی آئی ہو، حضرت ام سلمہؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ! میں آپ کو اذیت پہنچانے سے پناہ مانگتی ہوں۔

صحیح بخاری میں درج ہے کہ جب حضورؐ ان کے ہاں شب باش ہوتے تو ان کا بچھونا آپؐ کے جانماز کے سامنے بچھتا، حضورؐ نماز پڑھتے، اور یہ سامنے ہوتی تھیں۔

حضرت ام سلمہؓ حضورؐ کے آرام کا بہت اہتمام کیا کرتی تھیں، حضرت سفینہؓ جو حضورؐ کے مشہور غلام تھے، انہی کے آزاد کردہ تھے، حضرت ام سلمہؓ نے آزاد کرنے کی شرط یہ رکھی تھی کہ حضورؐ کی تمام زندگی میں آپ کی خدمت ان پر لازمی ہوگی۔

عام حالات

زندگی کے مشہور واقعات یہ ہیں:۔ غزوہ خندق میں شریک تو نہ تھیں، لیکن حضورؐ کے اتنا قریب تھیں کہ حضورؐ کی گفتگو اچھی طرح سنتی تھیں، فرماتی ہیں مجھے وہ وقت خوب یاد ہے کہ جب سینۂ مبارک غبار سے اٹا ہوا تھا آپؐ لوگوں کو اینٹیں اٹھا اٹھا کر دیتے تھے، اور اشعار پڑھتے تھے کہ دفعتہً عمار بن یاسرؓ پر آپ کی نظر پڑی فرمایا (افسوس) ابن سمیہؓ تجھ کو ایک باغی قتل کرے گا۔

ایک مرتبہ یہود کے ایک گروہ سے گفتگو کرنے کے لئے حضورؐ نے ابولبابہؓ کو بھیجا، مشورہ کے دوران میں حضرت ابولبابہؓ سے یہ اشارہ ہو گیا کہ تم سب حضورؐ کی بارگاہ میں قتل کئے جاؤ گے، بعد میں حضورؐ سے ایسی بات منسوب کرنے پر سخت نادم ہوئے، اور اپنے آپ کو ایک ستون سے باندھ دیا ان کی لڑکی ان کو کھلا پلا جاتی تھی، حضورؐ حضرت ام سلمہؓ کے مکان پر تشریف فرما تھے کہ صبح کے وقت مسکراتے ہوئے اٹھے، یہ بولیں خدا آپ کو ہمیشہ ہنستا ہوا رکھے، آج انبساط کا کیا سبب ہے، حضورؐ نے فرمایا کہ ابولبابہؓ کی توبہ قبول ہو گئی

(باقی صفحہ ۸ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۱ر شوال ۱۳۷۵ھ مطابق یکم جون ۱۹۵۶ء

سب سے بڑی خوشی کا دن

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

برادران اسلام! انسان دنیا میں پیدا ہونے کے بعد خوشیاں بھی طرح طرح کی دیکھتا ہے۔ مثلاً امتحان میں کامیاب ہوا۔ منگنی ہوئی۔ شادی ہوئی۔ اللہ تعالے نے اولاد دی۔ پھر ان کی شادیاں کیں۔ وغیرہ وغیرہ اور غمیاں بھی طرح طرح کی دیکھتا ہے۔ کبھی خود بیمار ہو گیا۔ کبھی چوری ہو گئی۔ کبھی بچہ بیمار ہو گیا۔ کبھی گائے مر گئی۔ وغیرہ وغیرہ۔

آج میں آپ کو ایک ایسی خوشی کی اطلاع دینا چاہتا ہوں۔ جس سے بڑی خوشی اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔ اور وہ خوشی ایسی ہوگی۔ کہ جس کو وہ خوشی حاصل ہو گئی۔ پھر کبھی غم نہیں دیکھے گا۔

قولہ تعالےٰ:-

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ۝ نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ ۝

(سورۃ حم السجدہ رکوع ۴ پارہ ۲۴)

ترجمہ:- بے شک جنہوں نے کہا تھا۔ کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے۔ ان پر فرشتے اترینگے۔ کہ تم خوف نہ کرو۔ اور غم کرو۔ اور تمہیں جنت کی خوشخبری ہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دنیا میں بھی دوست اور آخرت میں بھی۔ اور بہشت میں تمہارے لیے ہر چیز موجود ہے جس کو تمہارا دل چاہے۔ اور تم جو وہاں مانگو گے ملے گا۔ بخشنے والے نہایت رحم والے کی طرف سے مہمانی ہے۔

شیخ الاسلام کا پہلی آیت پر حاشیہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ پہلی آیت (اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ) کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں "یعنی دل سے اقرار کیا اور اس پر قائم رہے۔ اس کی ربوبیت و الوہیت میں کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ نہ اس یقین و اقرار سے مرتے دم تک ہٹے۔ نہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلا۔ جو کچھ زبان سے کہا تھا۔ اس کے مقتضا پر اعتقاداً اور عملاً جمے رہے۔ اللہ کی ربوبیت کاملہ کا حق پہنچانا۔ جو عمل کیا خالص اسکی خوشنودی اور شکر گزاری کے لیے کیا۔ اپنے رب کے عائد کئے ہوئے حقوق و فرائض کو سمجھا اور ادا کیا۔ غرض ادھر ادھر سے منہ موڑ کر سیدھے اسی کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی کے راستہ پر چلے۔ ایسے مستقیم الحال بندوں پر موت کے قریب اور قبر میں پہنچ کر اور اس کے بعد قبروں سے اٹھنے کے وقت اللہ کے فرشتے اترتے ہیں۔ جو تسکین و تسلی دیتے اور جنت کی بشارتیں سناتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ اب تم کو ڈرنے اور گھبرانے کا کوئی موقع نہیں رہا۔ دنیا کے فانی کے سب فکر و غم ختم ہوئے۔ اور کسی آنے والی آفت کا اندیشہ بھی نہیں رہا۔ اب! پوری خوشی ہر قسم کی جسمانی و روحانی خوشی اور عیش تمہارے لئے ہے۔ اور جنت کے جو وعدے انبیاء علیہم السلام کی زبانی کئے گئے تھے۔ وہ اب تم سے ایفاء کئے جانیوالے ہیں۔ یہ وہ دولت ہے جس کے ملنے کا یقین حاصل ہونے پر کوئی فکر اور غم آدمی کے پاس نہیں پھٹک سکتا۔"

شیخ الاسلام کا دوسری آیت پر حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ دوسری آیت (نحن اولیاء کم) کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔ "نحن اولیاءکم کا مطلب یہ ہو گا کہ ہم دنیا میں بھی تمہارے رفیق رہے ہیں کہ اللہ کے حکم سے باطنی طور پر تمہاری اعانت کرتے تھے۔ اور آخرت میں بھی رفیق رہیں گے کہ وہاں تمہاری شفاعت یا اعزاز و اکرام کا انتظام کریں گے"

شیخ الاسلام کا تیسری آیت پر حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تیسری آیت (نزلا من غفور رحیم) کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔ "یعنی سمجھ لو۔ وہ غفور رحیم اپنے مہمان کے ساتھ کیسا برتاؤ کرے گا۔ اور یہ کتنی بڑی عزت و توقیر ہے کہ ایک بندہ ضعیف رب العزۃ کا مہمان ہو۔"

آخرت کی تمام نعمتیں دنیا کے اعمال کا نتیجہ ہیں

برادران اسلام اور معزز خواتین اگر آخرت کی نعمتوں سے حصہ پانا چاہتے ہو تو اللہ تعالے کے تجویز کردہ مندرجہ ذیل نظام الاوقات حیاۃ انسانی کو اپنا لو۔ اور اس سانچے میں اپنے آپ کو ڈھال لو۔

نظام الاوقات:—

إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ۝ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا ۝ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۝ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۝ إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ۝ فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا ۝

(سورۃ الدھر رکوع ۱ پارہ ۲۹)

(ترجمہ:- بے شک جو نیکوکار ہیں وہ ایسی شراب نوش جان کریں گے جس میں کافور کی آمیزش ہو گی۔ یہ ایک چشمہ ہے جس میں خدا کے بندے پئیں گے۔ اور اس میں نہریں نکال لیں گے۔ یہ لوگ نذریں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے جس کی سختی پھیل رہی ہو گی ڈرتے ہیں۔ اور باوجودیکہ ان کو خود طعام کی خواہش ہے۔ فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تم کو محض اللہ کے لئے کھلاتے ہیں۔ نہ تم سے معاوضہ چاہتے ہیں اور نہ شکر گزاری۔ ہم تو اپنے رب سے ایک اداس (اور) ہولناک دن سے ڈرتے ہیں۔ پس اللہ اس دن کی مصیبت سے انہیں بچا لیگا۔ اور ان کے سامنے تازگی اور خوشی لائے گا۔

ابرار کون ہیں!

موت کے وقت فرشتوں کی مبارکباد پیش کرنے کے وقت فہرست ابرار میں شامل ہونا ضروری ہے۔ ابرار وہ ہیں۔ جو اللہ تعالے اور اس کے رسول کے ہر فرمان کو دل سے مانتے ہیں جس کا نام ایمان ہے۔ اور اللہ تعالے اور اس کے رسول کی طرف سے جو حکم ملے اس کی اپنی توفیق کے مطابق تعمیل بھی کرتے ہیں۔ مثلاً کلمہ توحید کے پڑھنے کے بعد نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج کے فرائض ادا کرتے ہیں۔ ماں باپ کی نافرمانی زنا۔ شراب۔ چوری۔ ڈاکہ زنی۔ حرام خوری قتل ناحق وغیرہ گناہوں سے بچتے ہیں۔ نذر پوری کرتے ہیں۔ کسی کام میں کامیاب ہونے

یا کسی مصیبت سے بچنے کے لئے جو نذر اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے ذمہ لیتے ہیں۔ اسے پورا کر دکھاتے ہیں۔

قیامت کے دن کا ڈر

موت کے وقت بہشت کی مبارکباد حاصل کرنے والوں کی ایک صفت یہ ہے کہ قیامت کے دن سے ڈرتے ہیں۔ ہر نیکی کا کام اس نیت سے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس دن اپنی رضا کی سند عطا فرمائے۔ اور ہر بُرے کام سے اس لئے بچتے ہیں کہ ان بُرے کاموں کے باعث کہیں اس دن دوزخ میں نہ جانا پڑے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھانا کھلانا

موت کے وقت بہشت کی مبارکباد حاصل کرنے والوں کی ایک صفت یہ ہے کہ "اللہ کی محبت کے جوش میں اپنا کھانا باوجود خواہش یا احتیاج کے نہایت شوق اور خلوص سے مسکینوں یتیموں اور قیدیوں کو کھلا دیتے ہیں (تنبیہ) قیدی عام ہے مسلم ہو یا کافر۔ حدیث شریف میں ہے کہ "بدر" کے قیدیوں کے متعلق حضورؐ نے حکم دیا۔ کہ جس مسلمان کے پاس کوئی قیدی ہے۔ اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔ چنانچہ صحابہؓ اس حکم کی تعمیل میں قیدیوں کو اپنے سے بہتر کھانا کھلاتے تھے۔ حالانکہ وہ قیدی مسلمان نہ تھے مسلمان بھائی کا حق تو اس سے بھی زیادہ ہے۔ اور اگر لفظ اسیر میں ذرا توسع کر لیا جائے۔ تب تو یہ آیت غلام اور مدیون کو بھی شامل ہو سکتی ہے۔ کہ وہ بھی ایک طرح سے قید میں ہیں" از حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی)

دُعا

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہم سب کو ان صفات سے متصف ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور محض اپنے فضل سے ان مبارکباد حاصل کرنے والوں کی فہرست میں شامل فرمائے۔

بہشت کی خوشخبری پانے والوں کی قبر کی کیفیت

ایک لمبی حدیث شریف کا ایک ٹکڑا

قَالَ فَتُعَادُ رُوْحُہٗ فِیْ جَسَدِہٖ فَیَاتِیْہِ مَلَکَانِ فَیُجْلِسَانِہٖ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ مَنْ رَّبُّکَ فَیَقُوْلُ رَبِّیَ اللّٰہُ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ مَا دِیْنُکَ فَیَقُوْلُ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ مَا ھٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ فَیَقُوْلُ ھُوَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ وَمَا عِلْمُکَ فَیَقُوْلُ قَرَأْتُ کِتَابَ اللّٰہِ فَاٰمَنْتُ بِہٖ وَصَدَّقْتُ بِہٖ فَیُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ صَدَقَ عَبْدِیْ فَافْرِشُوْہُ مِنَ الْجَنَّۃِ وَاَلْبِسُوْہُ مِنَ الْجَنَّۃِ وَافْتَحُوْا لَہٗ بَابًا اِلَی الْجَنَّۃِ قَالَ فَیَاْتِیْہِ مِنْ رَّوْحِھَا وَطِیْبِھَا وَیُفْسَحُ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ مَدَّ بَصَرِہٖ قَالَ وَیَاْتِیْہِ رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْہِ حَسَنُ الثِّیَابِ طَیِّبُ الرِّیْحِ فَیَقُوْلُ اَبْشِرْ بِالَّذِیْ یَسُرُّکَ ھٰذَا یَوْمُکَ الَّذِیْ کُنْتَ تُوْعَدُ فَیَقُوْلُ لَہٗ مَنْ اَنْتَ فَوَجْھُکَ الْوَجْہُ یَجِیْءُ بِالْخَیْرِ فَیَقُوْلُ اَنَا عَمَلُکَ الصَّالِحُ فَیَقُوْلُ رَبِّ اَقِمِ السَّاعَۃَ رَبِّ اَقِمِ السَّاعَۃَ حَتّٰی اَرْجِعَ اِلٰی اَھْلِیْ وَمَالِیْ) (الحدیث)

ترجمہ:-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اس روح کو پھر اس کے جسم میں ڈال دیا جاتا ہے اور پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ اور اس سے پوچھتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے۔ اس کے جواب میں وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے پھر وہ فرشتے پوچھتے ہیں تیرا دین کونسا ہے تو کہتا ہے میرا دین اسلام ہے پھر وہ پوچھتے ہیں یہ کون شخص ہے جو تم میں بھیجا گیا تھا وہ کہتا ہے کہ وہ خدا کے رسول ہیں۔ پھر وہ پوچھتے ہیں۔ تم نے ان کا رسول ہونا کس طرح جانا۔ وہ کہتا ہے۔ میں نے خدا کی کتاب کو پڑھا۔ اس پر ایمان لایا۔ اور اس کی تصدیق کی۔ پھر ایک پکارنے والا آسمان سے پکار کر کہتا ہے (یعنی خدا کی طرف سے یہ اعلان کرتا ہے کہ میرا بندہ سچا ہے اس کے لئے بہشت کا بستر بچھاؤ۔ اور اس کو بہشت کا لباس پہناؤ۔ اور بہشت کی طرف ایک کھڑکی کھول دو۔ چنانچہ کھڑکی کھول دی جاتی ہے اور اس سے جنت کی ہوا اور خوشبو آتی ہے۔ پھر اس کی قبر کو حدِ نظر تک کشادہ کر دیا جاتا ہے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پھر اس کے پاس ایک خوبصورت شخص آتا ہے جو بہترین لباس پہنے اور خوشبو لگائے ہوتا ہے۔ اور اس سے کہتا ہے۔ تمہیں اس چیز کی خوشخبری ہو۔ جو تمہیں خوش کرنے والی ہے۔ اور یہ وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ پھر قبر والا اس سے پوچھتا ہے کہ تم کون ہو۔ کہ تمہارے چہرے سے بھلائی کے آثار معلوم ہوتے ہیں۔ پھر وہ کہے گا۔ میں ہی تمہارا نیک عمل ہوں۔ قبر والا یہ سُن کر کہے گا۔ اے میرے رب قیامت کو قائم کر۔ اے میرے رب قیامت کو قائم کر۔ تاکہ میں اپنے اہل اور مال کی طرف جاؤں۔

بہشت کی خوشخبری ملنے والوں کے دُنیا کی زندگی میں اوصاف

(۱) اللہ کی عبادت کرنے والے۔

(۲) مذہب اسلام کے پابند۔

(۳) قرآن مجید پڑھنے اور سمجھنے کے باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والے

(۴) قرآن مجید کو دل سے ماننے والے (ایمان) اور اس کے ہر حکم پر دل سے مہر تصدیق لگانے والے۔

عبرت کی دعوت

برادران اسلام! اوپر کے عنوانوں میں جن چار چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے:-

ان کے آئینہ میں اپنا مونہہ دیکھنے اور عبرت حاصل کرنے کی آپ کو دعوت دیتا ہوں۔ اُن میں غور کر کے دیکھو۔ آیا یہ چار چیزیں مکمل طور پر ہمارے اندر پائی جاتی ہیں۔ اگر ہیں تو شکر کرو۔ اور اگر کمی ہے تو فوراً اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کر لو۔ خدا جانے ایک گھنٹے کے بعد ہی موت کا پیغام آنے والا ہو۔ وما علینا الا البلاغ

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مجلسِ ذکر

مرتبہ :——— چوہدری عبدالرحمٰن صاحب

آج مورخہ ۲۰ شوال ۱۳۷۵ھ مطابق ۳۱ مئی ۱۹۵۶ء کو مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا **احمد علی** صاحب مدظلہ العالی نے ذکر کے بعد مندرجہ ذیل تقریر فرمائی :-

فرائضِ عبدیت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔

امابعد قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ (سورہ الحجر۔ رکوع ۶ پ ۱۴)

ترجمہ:۔ آپ اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہیئے، یہاں تک کہ آپ کو پیغام موت آجائے۔

انسان پر بندۂ خدا ہونے کی وجہ سے جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں وہ سب عبدیت کے دائرہ میں آتی ہیں، ذمہ داریوں سے میری مراد فرائض ہے۔

عبدیت کی ذمہ داریاں دو قسم کی ہیں:-

(۱) وہ جن کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے، مثلاً کلمہ طیبہ، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ۔

(۲) وہ جن کا تعلق مخلوق خدا سے ہے مومن ان ذمہ داریوں کو بھی خدا کا حکم سمجھ کر نبھاتا ہے، اس پر کوئی ایسی ذمہ داری نہیں جو خدا کی طرف سے عائد نہ کی گئی ہو، وہ سب ذمہ داریاں اللہ کے لئے نبھاتا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:-

وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا (سورہ البقر رکوع ۱۰ پ ۱)

ترجمہ:- اور ماں باپ سے حسن سلوک کرنا،

والدین اگر کافر بھی ہوں تو ان سے حسن سلوک کا حکم ہے۔

سورہ لقمٰن رکوع ۲ پ ۲۱ میں فرماتے ہیں

وَاِنْ جَاھَدٰکَ عَلٰٓی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْھُمَا وَصَاحِبْھُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا۔ الآیہ۔

ترجمہ:- اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ بھی چیز کو شریک ٹھہرائے، جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو تم ان دونوں کا کہنا نہ مانو، اور دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح رہو۔

ہم کافر والدین کی بھی خدمت اس لئے کریں گے کہ یہ اللہ کا حکم ہے۔

رشتہ داروں کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے
وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ الآیہ
(سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پ ۱۵)

ترجمہ:- اور قرابت داروں کو ان کا حق دے دو۔

رشتہ داروں سے ہم اس لئے حسن سلوک کریں گے کہ اللہ کا حکم ہے۔ برادری کی اس لئے خدمت کریں گے کہ ان کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا حکم ہے، یہ تو قرآن ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات قرآن مجید کی تفسیر ہوتے ہیں، وہ بھی سنئے:-

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُکَافِیْ وَلٰکِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِیْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُہٗ وَصَلَہَا (رواہ البخاری)

ترجمہ:- ابن عمرؓ سے روایت ہے، کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں ہے جو بدلہ دینے والا ہے، بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے جو توڑنے والے سے جوڑے۔

اس ارشاد نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماتحت ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے ہاں شادی پر ان کو بلائیں، جو ہم کو نہیں بلاتے، لیکن اس موقعہ پر قرآن مجید کا یہ حکم بھی پیش نظر رہے۔

لِیُنْفِقْ ذُوْ سَعَۃٍ مِّنْ سَعَتِہٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَیْہِ رِزْقُہٗ فَلْیُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰہُ اللّٰہُ الآیہ (سورہ الطلاق رکوع ۱ پ ۲۸)

ترجمہ:- چاہیئے کہ وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے، اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا ہو۔ پس چاہیئے کہ وہ جتنا اس کو اللہ نے دیا ہے، اس میں سے خرچ کرے۔

اگر دال روٹی کھلا سکتا ہے تو ضروری نہیں کہ گوشت روٹی کھلائے، ماں، باپ، بیوی، اولاد، اور رشتہ داروں کے ساتھ معاملہ اللہ کی رضاء کے ماتحت کرنا بھی عبدیت میں آئے گا، یہ خیال نہیں ہونا چاہیئے کہ خدمت کا کچھ معاوضہ بھی ملتا ہے یا نہیں، ہمیں تو اپنی ذمہ داریاں کو نبھانا ہے، اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اپنی رضاء کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔ یہ اللہ والوں کی زندگی ہے اس کے مقابلہ میں دنیا دارانہ زندگی یہ ہے کہ جو ان سے بولتا ہے، اس سے بولتے ہیں، جو نہیں بولتے وہ ان سے نہیں بولتے۔

انسان کے بے شمار دشمن ہیں جو اس کو اللہ کے دروازہ سے دور ہٹانے کے لئے ہر وقت کوشش کرتے رہتے ہیں، ان میں سے دو دشمن تو ہر وقت اس کے ساتھ رہتے ہیں۔

(۱) نفس

اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوٰہُ (سورہ الجاثیہ رکوع ۳ پ ۲۵)

ترجمہ:- کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش نفسانی کو اپنا خدا بنا رکھا ہے۔

یہ نفس ہے۔

(۲) شیطان

قَالَ فَبِعِزَّتِکَ لَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ (سورہ ص رکوع ۵ پ ۲۳)

ترجمہ:- (شیطان نے) کہا۔ پس تیری عزت کی قسم ہے کہ میں سب کو ضرور گمراہ کردوں گا، مگر ان میں سے آپ کے مخلص بندے۔

یہ شیطان ہے جو ہمیں گمراہ کرنے کا

ٹھیکہ لے کر آیا ہے، جب تک ہم ان دونوں دشمنوں کو نہ پچھاڑیں گے دین کا رنگ نہیں چڑھ سکتا، ہم میں سے کئی ہیں جنہوں نے نفس کو خدا کا درجہ دے رکھا ہے اکثریت شیطان کے پنجے میں آئی ہوئی ہے، ان دونوں دشمنوں کو پچھاڑنے کے لئے کامل کی صحبت کی ضرورت ہے، عقیدت، ادب اور اطاعت کے ذریعہ کامل سے تعلق ہو تو رنگ چڑھتا ہے، طالب صادق عاشق اور شیخ کامل معشوق ہوتا ہے، طالب شیخ کی ہر ادا پہ فریفتہ ہوتا ہے۔

حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ جو شجرہ میں بائیں طرف ہیں ان کا ایک زمیندار خادم تھا جس نے لنگر کے لئے کچھ زمین کی رجسٹری کرا کر قبضہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دے دیا، اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثاء نے حضرت رح سے عرض کی کہ آپ ہمیں زمین واپس دے دیں، حضرت رح اندر تشریف لے گئے، اندر سے رجسٹری اور دیا سلائی لائے اور ان کے سامنے رجسٹری کو آگ لگا کر فرمایا کہ جاؤ لے جاؤ، یہی میرا قبضہ تھا۔ زمیندار چپہ چپہ زمین پر لڑتے ہیں۔

مولوی امام الدین مرحوم ایک پرائمری سکول کے ٹیچر تھے اور درس میں باقاعدہ آیا کرتے تھے، انہوں نے اپنی حلال کی کمائی سے تین چھوٹے چھوٹے مکان بنائے تھے، ایک دن درس کے بعد وہ مجھ سے کہنے لگے کہ رات اللہ تعالیٰ نے مجھے خواب میں فرمایا ہے کہ ایک مکان احمد علی کو دے دو، آپ چل کر دیکھ لیں، جو پسند آئے لے لیں۔ میں نے کہا، بہت اچھا، اور وہ گھر چلے گئے۔ کچھ دن کے بعد پھر کہنے لگے، رات مجھے اللہ تعالیٰ نے ڈانٹا ہے، آپ چلیں، تینوں میں سے جو آپ کو پسند آئے لے لیجئے۔ میں نے کہا بہت اچھا، پھر وہ چپ رہے میں بھی چپ رہا۔

تھوڑے دنوں بعد پھر کہنے لگے کہ رات مجھے اللہ تعالیٰ نے پھر ڈانٹا ہے کہ کیا تمھیں اپنی زندگی پر بھروسہ ہے جو احمد علی کو مکان نہیں دیتے، چلئے چل کر تینوں میں سے ایک مکان پسند کر کے لے لیجئے،

میں نے ان کے ساتھ جا کر ایک مکان پسند کر لیا، اور انہوں نے اسکی رجسٹری میرے نام کروا دی۔ میری عادت ہے کہ میں گھڑی دیکھ کر نماز کے لئے آتا ہوں، وہاں سے آتے ہوئے راستہ میں کبھی کوئی دوست مل جائے اور کبھی کوئی، اس طرح میری کبھی ایک اور کبھی دو رکعت قضا ہو جاتیں۔

ایک دن میں نے نماز مغرب کے بعد مولوی امام الدین مرحوم کو بٹھا کر شیخ محمد یعقوب مرحوم اور ایک اور شخص کے سامنے کہا کہ آپ نے مجھے مکان اس لئے دیا تھا کہ میں اطمینان کے ساتھ اس میں رہ کر دین کی خدمت کروں لیکن میرے دین میں خلل واقع ہو رہا ہے آپ اگر اجازت دیں تو آپ کے مکان کو بیچ کر لائن سبحان خاں میں مکان خرید لوں، نہیں تو آپ اپنا مکان واپس لے لیجئے، حالانکہ اس مکان کی میرے نام رجسٹری ہو چکی تھی۔ جس خدا نے مجھے اب تک کرایہ دیا ہے، مجھے یقین ہے کہ وہ آئندہ بھی دیگا

مولوی امام الدین مرحوم نے کہا کہ میری طرف سے آپ کو اجازت ہے کہ آپ یہ مکان بیچ کر دوسرا خرید لیں، چنانچہ اس کے بعد میں نے اپنا موجودہ مکان بنوایا، جو اب ۲۲ سال کے بعد مکمل ہوا ہے۔ یہ حضرت امروٹی رحمۃ اللہ عکس ہے۔ جی ان کو جنہوں نے جی سکھایا۔

والدین سے بھی زیادہ شیخ پیارا ہوتا ہے والدین تو عرش سے فرش پر لا ڈالتے ہیں۔ پہلے ہم عالم ملکوت میں تھے، والدین ہمارے اس عالم ناسوت میں آنے کا سبب بنے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ حاملہ ہونے کے چار ماہ بعد ماں کے پیٹ میں جب بچہ کی ساخت مکمل ہو جاتی ہے تو آسمان سے لا کر اس میں روح ڈال دی جاتی ہے، شیخ کامل فرش سے اٹھا کر عرش پر پہنچا دیتا ہے۔

عبدیت کی ذمہ داریوں کو نبھانا فرض عین ہے، ان میں بعض کا اللہ تعالیٰ اور بعض کا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ہے، اور بعض کا مخلوق خدا سے، جن ذمہ داریوں کا مخلوق خدا سے تعلق ہے، اس میں میں ایک شق بڑھا گیا ہوں کہ جو ہم سے توڑے گا، ہم اس سے جوڑیں گے، ورنہ برادری تو ایسی ہوتی ہے کہ ان کو اپنی رانوں کے گوشت کے کباب بھی بنا کر کھلائیں تو یہ راضی نہ ہوگی، کوئی کہے گا نمک کم ہے، کوئی کہے گا مرچ زیادہ ہے، اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے پوچھ کر جنت میں بھیجنے لگے تو کوئی جنت میں نہ جائے گا۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کی برادریاں ہی سب سے پہلے انکی دشمن ہوتی ہیں۔

نفسانیت مرجائے اور شیطان گرجائے تو سینہ میں ہدایت کا نور آتا ہے، قوت ایمانی سے ان دونوں دشمنوں پر قابو پایا جا سکتا ہے

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو مرتے دم تک فرائض عبدیت نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

مرأۃ الاسلام

(بقیہ صفحہ ۴ سے آگے)

عرض کرنے لگیں تو کیا میں یہ خوشخبری سنا دوں فرمایا ہاں اگر چاہو! حضرت ام سلمہؓ اپنے حجرہ کے دروازے پر کھڑی ہوگئیں اور پکار کر کہنے لگیں ابولبابہؓ! مبارک ہو تمھاری توبہ قبول ہوگئی یہ آواز سنتے ہی تمام اہل یثرب امڈ آئے۔

اسی سال آیت حجاب نازل ہوئی، اس سے پیشتر ازواج مطہرات تمام عزیز و اقارب کے سامنے آیا جایا کرتی تھیں، اب پردہ کا حکم نازل ہوا، بات یوں ہوئی کہ حضرت ابن مکتومؓ قریش کے معزز صحابی اور بارگاہ رسالت کے موذن تھے (یہ وہی بزرگ ہیں جن کے اعزاز میں سورۃ عَبَسَ وَتَوَلّٰی نازل ہوئی تھی)، چونکہ یہ نابینا تھے، اس لئے ازواج مطہرات کے حجروں میں آیا کرتے تھے، ایک دن آئے تو حضور نے اپنی ازواج حضرت ام سلمہؓ اور حضرت میمونہؓ سے کہا کہ ان سے پردہ کرو، بولیں "وہ تو نابینا ہیں" فرمایا "تم تو نابینا نہیں ہو، تم تو ان کو دیکھ سکتی ہو"

نسوانی دانشمندی کی اعلیٰ مثال

صلح حدیبیہ میں حضرت ام سلمہؓ حضور کے ساتھ تھیں، عہد نامہ کے بعد حضورؐ نے حکم دیا کہ لوگ حدیبیہ میں قربانی کریں، مسلمان اس بظاہر ضرر رساں معاہدہ پر اس قدر شکستہ دل تھے کہ حکم بجا آوری کے لئے کوئی بھی نہ اٹھا، صحیح بخاری میں ہے کہ حضورؐ کے تین بار فرمانے پر بھی ایک شخص آمادہ نہ ہوا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے گئے، اور حضرت ام سلمہؓ سے مسلمانوں کی بے رخی کی شکایت کی، انہوں نے مشورہ دیا کہ آپؐ کسی سے کچھ نہ کہیں، بلکہ باہر نکل کر قربانی کریں، اور احرام اتارنے کے لئے سر کے بال مبارک ترشوائیں چنانچہ باہر آ کر ایسا ہی کیا گیا جب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ فیصلہ نبوی میں تبدیلی نہیں ہو سکتی تو سب نے احکام عمرہ بجا لانے شروع کئے ہجوم کا یہ حال تھا کہ لوگ ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑتے تھے، اور عجلت اس قدر تھی کہ ہر شخص حجامت بنانے کی خدمت انجام دے رہا تھا (صحیح بخاری شریف)

حضرت ام سلمہؓ کا یہ خیال علم النفس کے ایک بڑے مسئلہ کو حل کرتا ہے، اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہور کی فطرت شناسی میں ان کو کس درجہ کمال حاصل تھا۔ امام الحرمین فرمایا کرتے تھے کہ صنف نازک کی پوری تاریخ اصابت رائے کی ایسی عظیم الشان مثال نہیں پیش کر سکتی۔

اسلام غیر مسلموں کی نظر میں

قسط نمبر ۱۱

ماسٹر اللہ دتہ صاحب عبد اللہ پوری ہیڈ ماسٹر چک نمبر ۱۰۲ ضلع شیخوپورہ

تہجد و داڑھی غیر کی نظروں میں

اسلام اور داڑھی ۔ ارث یعنی صبح صادق کو مانتا ہوں ۔ اور جھوٹی صبح (تہجد) یعنی صبح کاذب کو سراہتا ہوں ۔ اور تعریف کرتا ہوں (بابا خلیل داس) اور ایران کا قدیم زرتشتی ٹولہ اپنی کتاب اکونٹ آف دی وید میں لکھتا ہے ۔ کہ وید پرجاپتی (خدا) کی داڑھی ہے ۔

قرآن اللہ کی کلام ہے

آج سے تیرہ سو سال کا زمانہ گزرا مگر مدعیانِ توحید آج تک قرآن پاک کے ایک جملہ کا سا جملہ نہ بنا سکے ۔ اور عرب کے فصحا بلغا کو سورہ اخلاص دیکھ کر کہہ دینا پڑا کہ یہ انسان کا کلام نہیں اسلام کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے ۔ کہ ہزاروں دشمن موجود تھے ۔ اور ہیں مگر تحریف کرنے سے مجبور ۔ جامعیت ایسی کہ دنیا ویسا کلام دوبارہ پیش نہ کر سکی

منقول از اخبار مشرق گورکھپور ۱۳ اپریل ۱۹۲۷ء

ہندوستان کا مشہور راجہ بھوج کا اسلام لانا (بیان حضرت مولانا اشرف علی رح)

گورکھپور ہمیشہ سے مہمان نواز شہر ہے ۔ اور جو ایک مرتبہ اس سرزمین پر قدم رکھتا ہے ۔ اس کو اس کی خاک پھر کبھی نہ کبھی اپنی خاک پیمائی کے لئے کھینچ بلاتی ہے ۔ اس کی وہ گلیاں جنہیں شاعر ریاض خواب میں نہیں معلوم کتنی بار دیکھ چکا اور اپنی آنکھوں سے ان کی جاروب کشی کر چکا ہے ۔ اپنے اندر ایک قوت جاذبہ اور کشش تازہ رکھتی ہیں ۔ میں بھی اسی کشش کے ماتحت اکثر گورکھپور جاتا رہا ہوں میں سمجھتا ہوں ۔ کہ عرصہ تین سال کا ہوا میں گورکھپور گیا ۔ تو وہاں میرے بزرگ مولوی نصیر احمد صاحب صدیقی بیٹھے ایک کتاب غالباً مشاہیر گوڑھ پڑھ رہے تھے ۔ انہوں نے اس کتاب سے ذیل کی باتیں سنائیں ۔

راجہ بھوج نے حضرت نبی امی رسول و مخبر صادق کے معجزہ شق القمر کو ہندوستان میں دیکھا تھا ۔ اس نے کچھ لوگوں کو عرب بھیج کر اس کی تصدیق اور اس کے اعتراف سے بہرہ اندوز ہو کر اسلام قبول کیا ۔ نام اس کا شیخ عبد اللہ رکھا گیا آپ کا مزار گجرات میں ہے ۔

ہندو کے مذہب میں بھی گائے کا گوشت کھانا حلال ہے ۔

وید کی مشہور کتاب سراوت ایک مشہور کتاب ہے ۔ اس میں لکھا ہے ۔ کہ جب راجہ پرجا میں سے کسی کے یہاں جائے ۔ تو اس کو لازم ہے ۔ کہ راجہ کے سامنے گائے کا تازہ گوشت پیش کرنے یہی حکم کرو ۔ اور پروہت کے لئے بھی ہے کہ جب وہ تشریف لائیں ۔ تو گائے کے گوشت سے ان کی تواضع کی جائے ۔

تصدیق رسالت رسولِ بانی ایک مسیحی عالم کی زبانی (از مولانا حبیب اللہ صاحب امرتسری)

واضح ہو ایک مسیح عالم نے ایک کتاب مسمی بہ اقرآن السعدین لکھی ہے ۔ یہ کتاب ۱۲۸ صفحوں کی ہے ۔ جو کہ ۱۹۲۹ء میں R . B . S پریس لاہور میں چھپی ہے ۔ اس کا دوسرا نام محمد عربی و مسیح ناصری ہے اس کے صفحہ نمبر ۳ پر لکھا ہے اگر کسی قوم کو یہ فخر حاصل ہے ۔ کہ اس نے اپنے رہبر و رہنما اور اپنے ہادی اور مقتدا کے حالات زندگی کو کامل اور اکمل طور پر جمع کیا ہے تو وہ صرف اہل اسلام ہیں ۔ جنہوں نے نہ صرف اقوال کو محفوظ رکھا ۔ بلکہ رفتار کو بھی گفتار کو بھی ضبط کیا اور کردار کو بھی ولادت رضاعت لڑکپن شباب اور کہولت کے سارے حالات و واقعات سوانح نگاروں تذکرہ نویسوں اور محدثوں نے لکھ مارے ۔ اور وہ بھی اس جامعیت کے ساتھ کہ بقول علامہ شبلی مرحوم اقوال و افعال وضع و قطع شکل و شباہت رفتار و گفتار ۔ مذاق طبیعت انداز گفتگو طرز زندگی طریق معاشرت کھانے پینے چلنے پھرنے اٹھنے بیٹھنے سونے جاگنے ہنسنے بولنے کی ایک ایک ادا محفوظ رہ گئی ۔

۲ اسی کتاب کے صفحہ ۵۳ پر لکھا ہے ۔ خاتمہ میں ہم نے حضرت محمدؐ کی رسالت پر زور دیا ہے اور بتایا ہے ۔ کہ ایمانداری بے تعصبی وسیع القلبی اور شرافت اس بات کی مقتضی ہیں ۔ کہ عیسائی دوست اپنے دلوں کو صاف کریں ۔ اور یقین جانیں کہ دینداری اس کے علاوہ کچھ اور ہے ۔ کہ آنحضرت کو برا بھلا کہیں ۔ اور ان سے بغض و عداوت رکھیں بلکہ مناسب ہے ۔ کہ ان کی خوبیوں پر نظر کریں ۔ حسب مرتبہ ان کی قدر کریں ۔ تعظیم کریں ۔ اور حتی المقدور مسلمانوں کے جذبات کا پاس کرتے ہوئے ان کے ساتھ رواداری سے پیش آئیں ۔

۳ اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۵۸ پر لکھا ہے ۔ رسولؐ ایمانداروں پر شفیق و مہربان ہیں ۔ اور ہم اس کو تسلیم کرتے ہیں ۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک روشن چراغ تھے ۔ رحمۃ العالمین اور صاحب خلق عظیم تھے ۔ ان کے اوصاف سے آخر ان کی کوشش بار آور اور سعی مشکور ہوئی ۔

۴ اسی کتاب کے صفحہ ۸۴ پر ہے ۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی صفات حمیدہ و خصائل حسنہ خلق عظیم شرافت و نجابت بلکہ منصب رسالت کا انکار بھی محال ہے ۔ وہ جس نے عرب کے بادیہ نشینوں کی کایا پلٹ دی اور اس کندۂ ناتراش جاہل اور کینہ پرور قوم کو اخلاق فاضلہ و پسندیدہ کے زیور سے مزین کر دیا شراب جو ان کی گھٹی میں پڑی تھی ۔ چھڑا دی ۔ قمار بازی کی لت جو ان کی فطرت بن چکی تھی ہٹا دی اور زنا و لواطت کی رسم کو ہٹا دیا غرض بے شمار اخلاق ذمیمہ اور افعال شنیعہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا ۔ اور شرک و بت پرستی کی بجائے توحید کا علم نصب کیا ۔ اور وہ جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے ۔ ان میں ایک بے نظیر اخوت و الفت اور مساوات کا جذبہ پیدا کر دیا اس شاندار انسان اور قابل قدر مصلح پر بے بنیاد اعتراضات کرنا اور اس پر بہتان باندھنا اور ہر ملامت کے لئے اسے نشانہ بنانا نہایت مکروہ اور نازیبا فعل ہے ۔

۵ اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۸۴، ۸۵ پر درج ہے ۔ ہمارا یقین ہے ۔ کہ وہ ایک عظیم الشان اور بلند مرتبہ انسان مرسل تھے ۔ مامور من اللہ تھے اور ان میں وہ الہیٰ روشنی اور حقیقی نور پرتو افگن تھے ۔ جو دنیا میں آکر ہر شخص کو منور کرتے ہیں ۔ اور یہ کچھ ہم پر موقوف نہیں ۔ بلکہ بیشتر غیر مسلم

مراقبۂ موت

از خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب

تو برائے بندگی ہے یاد رکھ — بہر سرافگندگی ہے یاد رکھ
ورنہ پھر شرمندگی ہے یاد رکھ — چند روزہ زندگی ہے یاد رکھ

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

تو نے منصب بھی کوئی پایا تو کیا — گنج سیم و زر بھی ہاتھ آیا تو کیا
قصر عالیشان بھی بنوایا تو کیا — دبدبہ بھی اپنا دکھلایا تو کیا

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

قیصر اور اسکندر و جم چل بسے — زال اور سہراب و رستم چل بسے
کیسے کیسے شیر ضیغم چل بسے — سب دکھا کر اپنا دم خم چل بسے

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

زور یہ تیرا نہ بل کام آئے گا — اور نہ یہ طول امل کام آئے گا
کچھ نہ ہنگام اجل کام آئے گا — ہاں مگر اچھا عمل کام آئے گا!

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

کیسے کیسے گھر اجاڑے موت نے — کھیل کتنوں کے بگاڑے موت نے
پیل تن کیا کیا پچھاڑے موت نے — سرو قد قبروں میں گاڑے موت نے

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

کوچ ہاں اے بے خبر ہونے کو ہے — تا بکے غفلت سحر ہونیکو ہے
باندھ لے توشہ سفر ہونے کو ہے — ختم ہر فرد بشر ہونے کو ہے

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

نفس اور شیطاں ہیں خنجر در بغل — وار ہونے کو ہے اے غافل سنبھل
آنہ جائے دین و ایماں میں خلل — باز آ ہاں باز آ اے بد عمل

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

دفعتہً سر پر جو آپہنچی اجل! — پھر کہاں تو اور کہاں دار العمل
جائے گا یہ بے بہا موقع نکل! — پھر نہ ہاتھ آئیگی عمر بے بدل

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

تجھکو غافل فکر عقبیٰ کچھ نہیں — کھا نہ دھوکا عیش دنیا کچھ نہیں
زندگی ہے چند روزہ کچھ نہیں — کچھ نہیں اس کا بھروسہ کچھ نہیں

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ہے یہاں سے تجھکو جانا ایکدن! — قبر میں ہوگا ٹھکانا ایک دن
منہ خدا کو ہے دکھانا ایکدن! — اب نہ غفلت میں گنوانا ایکدن

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے!
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے!

حکایات الصالحین

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(از مولانا ضیاء الدین خطیب جامع مسجد نراہ کینٹ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیدائش

فتح الباری وغیرہ معتبر کتب تاریخ میں امام صاحبؒ کا سن ولادت ۱۹۴ھ لکھا ہے، مگر ابن خلطان نے ۱۹۰ھ لکھا ہے کہ آپ نماز جمعہ کے بعد ۱۲ یا ۱۳ شوال المکرم کو بخارا میں تولد ہوئے، حافظ ابن حجرؒ کا قول ہے کہ امام صاحبؒ کم سنی میں ہی یتیم ہو گئے، آپ کے والد ماجد کے اتقار کا یہ حال تھا کہ مرتے وقت فرمایا، میرے مال میں ایک درہم بھی مشتبہ اور مال حرام سے نہیں

تعلیم و تربیت

والد صاحب کے انتقال کے بعد امام صاحبؒ والدہ ماجدہ کی تربیت سے پرورش پاتے رہے مگر قضا سے طفولیت میں ہی آپ نابینا ہو گئے جس کے لئے ان کی والدہ رو رو کر دعائیں کرتی تھیں، آخر انھیں خواب میں حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ تیری دعا قبول ہو گئی (تاریخ خطیب جلد ۲ صفحہ ۶ و ۷) چنانچہ صبح کو دیکھا تو امام صاحبؒ کی آنکھیں روشن تھیں

امام صاحبؒ کے ایک بڑے بھائی بھی تھے دس برس کی عمر میں آپ نے حدیث یاد کرنی شروع کی اور گیارھویں سال میں اپنے شیخ کی غلطی پکڑی، اور سولھویں برس میں کتاب ابن مبارک اور کتاب اسامہ وکیل یاد کر لی اور کتب اصحاب الرای کو بھی عبور فرما لیا۔

پہلا سفر

امام صاحبؒ باوصف محنتی ہونے کے کم خور اور نحیف الجثہ تھے، ہوش سنبھالتے ہی ۱۷ برس کی عمر میں والدہؒ ماجدہ اور بھائی صاحب کے ساتھ حج کو تشریف لے گئے، اور بعد فراغت حج امام صاحبؒ تحصیل علوم کے لئے وہیں اقامت گزین ہو گئے، چنانچہ آپ کے بھائی کو (جن کا نام احمد بن اسماعیل تھا) ساتھ لے کر اپنے وطن بخارا میں واپس آ گئیں تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ کے بھائی صاحب انتقال کر گئے۔

تالیف و تصنیف

۱۸ سال کی عمر میں آپ نے کتاب قضایائے صحابہؓ و تابعین تصنیف فرمائی، بعد ازاں مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مطہرہ کے پاس بیٹھ کر تاریخ کبیر تالیف فرمائی۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ آپ کا پہلا سفر تھا، اگر آپ اس سے کسی قدر پہلے سفر فرماتے تو طبقہ اعلیٰ کے مشائخ کے معاصرین بن جاتے اور وہی مرتبہ پا لیتے جو آپ کے دیگر معاصرین نے پایا، یعنی تابعین میں شمار ہوتے لیکن پھر بھی یزید ابن ہارون اور ابوداؤد الضیالسی کا زمانہ پا ہی لیا۔

تحصیل حدیث کیلئے دور دراز ملکوں کا سفر

آپ نے بلاد اسلامیہ کے متعدد سفر کئے استفادہ حدیث کے لئے مصر و شام کا دو دفعہ سفر کیا، چار دفعہ بصرہ کا، چھ دفعہ حجاز کا، اور کئی مرتبہ محدثین کے ساتھ کوفہ اور بغداد آئے۔

خود فرماتے ہیں میں نے اسی ہزار اشخاص سے روایت کی ہے، جو سب کے سب اصحاب حدیث تھے، آپؒ نے پانچ طبقات کے لوگوں سے احادیث حاصل کی ہیں (۱) تبع تابعین (۲) اتباع تبع تابعین (۳) اقران (۴) اصحاب (۵) تلامذہ۔

غور فرمائیں کہ وہ سفر آج کل کے سفر سے مختلف تھا، نہ اس وقت ریل گاڑی اور نہ ہوائی جہاز کی ایجاد تھی، پیدل یا اونٹ اور گھوڑے پر سفر ہوا کرتے تھے۔

قوت حافظہ

حیدر بن جعفر والی خراسان فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک دن امام بخاریؒ نے فرمایا کہ اکثر احادیث ایسی ہیں کہ میں نے بصرہ میں سنی ہیں اور شام میں لکھی ہیں، اور شام میں سنی ہیں اور بصرہ میں لکھی ہیں۔ سلیم ابن مجاہد بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے امام بخاریؒ نے فرمایا ہے کہ میں نے صحابہ کرامؓ کی کوئی حدیث نہیں لکھی، مگر یہ کہ میں ان سے اکثر کے سن وفات اور ان کے مقامات اور وطن وغیرہ یاد رکھتا ہوں، اور صحابہ و تابعین کی کوئی ایسی حدیث نہیں لکھی، جس کی اصل کتاب و سنت میں نہ ہو، علی ابن حسین البیکہندی کا بیان ہے کہ حضرت امام ایک دفعہ ہمارے ہاں تشریف لائے، کسی نے ہماری مجلس سے کہا کہ میں نے حضرت اسحاق راہویہ رحؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے اپنی کتاب سے ستر ہزار حدیثیں تو اس وقت یاد ہیں تو امام بخاری رحؒ نے یہ سن کر فرمایا، جو شخص دس لاکھ حدیثیں یاد رکھتا ہو۔ یہ اشارہ اپنی طرف تھا۔ حاشر ابن اسماعیل جو کہ آپ کے ہمعصر محدثین میں سے تھے، فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحؒ ہم لوگوں کے ساتھ مشائخ بصرہ کی مجالس میں جایا کرتے تھے، اور یہ لڑکے ہی تھے، لکھتے لکھاتے کچھ نہ تھے، آخر ہم نے اس پر اعتراض کیا کہ آپ لکھتے نہیں ہیں، تو فرمایا جو کچھ آپ لوگوں نے اب تک لکھا ہے، وہ میرے پاس لاؤ، تو آپ نے زبانی ہماری بیاضوں سے پندرہ ہزار حدیثیں پڑھ کر سنائیں (تاریخ خطیب جلد ۲ صفحہ ۱۴) علمائے بغداد نے آپ کی برائے امتحان کئی احادیث کے متن و اسناد کو تغیر و تبدل کر کے پیش کیا آپ نے ہر ہر حدیث کو اصلی متن و اسناد کے ساتھ بیان کر دیا (ابن خلقان)

بصرہ میں آپ نے علماء کے سامنے حدیث اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ، سالم سے بواسطہ منصور نقل کر کے سنائی اور فرمایا تمہارے ہاں یہ سالم کے سوا دوسرے اشخاص سے نقل کی جاتی ہے، اپنی سندوں کے ساتھ اس کو بھی ملا لو۔

تالیف بخاری کا سبب

امام بخاریؒ اپنے شیخ اسحاق ابن راہویہ کی مجلس میں حاضر تھے کہ امام اسحاق نے فرمایا کاش تم حدیث کی کوئی ایسی کتاب جمع کرتے جس میں صرف صحیح صحیح حدیثیں ہوتیں، حضرت امام بخاری رحؒ نے عزم کر لیا، پھر آپ نے ایک خواب دیکھا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا پنکھا جھل رہا ہوں، اور مکھیاں اڑا رہا ہوں، فن تعبیر کے ماہرین سے جب اس کی تعبیر پوچھی گئی تو انہوں نے کہا تم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے سب و افتراء کی مکھیاں اڑاؤ گے (تاریخ خطیب جلد ۲ صفحہ ۸)

بخاری شریف کی احادیث کی تعداد مع مکررات ۷۲۷۵ ہے، اگر مکررات کو حذف کر دیا جائے تو ۴۰۰۰ احادیث ہیں۔ لیکن حافظ ابن حجرؒ نے ۹۰۸۲ لکھی ہیں، وجہ اس کی یہ ہے کہ ابن حجرؒ نے تعلیقات و متابعات بھی شمار کی ہیں، چھ لاکھ میں سے جو آپ کو ضبط تھیں چند ہزار منتخب کیں، جب کوئی حدیث لکھنے کا

ازالہ اشتباہ

جواب استفتاء دربارہ حد بندی داڑھی

از جناب مفتی مولانا محمد علی صاحب خطیب سنہری مسجد لاہور

احقر نے مستفتی عبد الواحد بیگ بورڈنویس ملتان شہر کے استفتاء کے جواب میں مفصل جواب تحریر کیا تھا۔ ملاحظہ ہو "خدام الدین" لاہور مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۵۶ء جس سے بعض لوگوں کو غلط فہمی پیدا ہو گئی۔ اور انہوں نے بعض بزرگوں کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ اس غلط فہمی کے ازالہ کے لئے مستفتی صاحب کو جواب استفتاء کے بعض جملوں کے متعلق توضیح کے لئے لکھنا پڑا۔ چنانچہ اس کے متعلق میں کچھ چند سطور برائے اشاعت رسالہ خدام الدین ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ سو حضرت مستفتی صاحب پہلے آپ کو واضح کرنا چاہتا ہوں۔ کہ میں نے آپ کے نوٹ نمبر ۳ اور نوٹ نمبر ۲ کے جواب میں حد بندی کے متعلق مختلف عبارات کتب فقہ اور احادیث سے نقل کی تھیں اور جو الفاظ میں نے حد بندی کے سلسلہ میں عیسائیوں پادریوں مجوس اور ہنود کے اسماء بیان کرتے ہوئے اپنا دعویٰ ثابت کیا ہے۔ اس سے میری مراد طول لحیۃ کی مخالفت نہیں ہے۔ بلکہ میرا مقصد یہ ہے۔ کہ اہل کفر جن کے میں نے اسماء نقل کئے ہیں۔ وہ مٹھی سے کم داڑھی رکھتے ہیں۔ قبضے کے متعلق حضرت مولٰنا حسین احمد مدنی مدظلہ العالی نے رسالہ عفاء اللحیۃ کے صفحہ ۸ پر مندرجہ ذیل عبارت تحریر فرمائی ہے۔ امام نوویؒ شرح مسلم ص ۱۲۹ میں فرماتے ہیں۔ قالوا و معناہ انہا من سنن الانبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم اس حدیث سے صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ داڑھی بڑھانے کا حکم تمام شریعتوں میں تھا اور یہی سنت تمام انبیاء علیہم السلام کی رہی ہے۔ حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی کم از کم ایک قبضہ تھی۔ (جیسا کہ ہم نمبر ۱ میں کہہ چکے ہیں) تمام انبیاء علیہم السلام اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی بھی کم از کم ایک مشت ضرور تھی۔ اور چونکہ ہم کو ان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اقتداء کرنے کا حکم کیا گیا ہے۔

اولئك الذين هدى الله فبهداهم اقتده۔ اس لئے ہم کو بھی اس امر یعنی ایک مشت میں ان کا اقتداء کرنا ہوگا انتہیٰ۔

میرا مقصد اس ازالہ اشتباہ سے یہ ہے کہ میرا مقصد قطعی طور پر طول لحیۃ کی مخالفت نہ تھی۔ اور نہ کسی جلیل القدر ہستی کو مطعون کرنا مقصود تھا۔ بلکہ ان لوگوں کی مخالفت منظور تھی۔ کہ جو مٹھی سے کم داڑھی کو جائز سمجھتے ہیں اور داڑھی کی تضحیک ان کا رات دن کا مشغلہ ہے۔ جو الفاظ میں نے تشدد کے استعمال کئے ہیں۔ یہ مخالفین داڑھی کیلئے ہیں چونکہ کم از کم سنت پر تو عمل کریں۔ اگر داڑھیاں کٹاتے ہیں۔ سنت سے کم نہ کریں۔ باقی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی سے زائد بھی داڑھی مبارک .... رکھی ہے۔ اور مٹھی بھر بھی رکھی ہے۔ اس سے زائد الفاظ لکھنے میری طاقت سے باہر ہیں۔ حق تعالیٰ معترضین حضرات کو چشم بصیرت عنایت فرماویں آمین ثم آمین

حج کی فضیلتیں اور برکتیں

(از محمود حسن صاحب آزاد)

اسلام کے ارکان میں سے آخری رکن حج ہے۔ قرآن شریف میں حج کی فرضیت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ۔

ترجمہ:۔ اور اللہ کے واسطے بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے ان لوگوں پر جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں اور جو لوگ نہ مانیں تو اللہ بے نیاز ہے سب دُنیا کے لوگوں پر اس آیت میں حج کے فرض ہونے کا اعلان بھی فرمایا گیا ہے اور ساتھ یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ صرف ان لوگوں پر فرض ہے جو وہاں پہنچنے کی طاقت رکھتے ہوں۔ اور آیت کے آخری حصے میں اس طرف بھی اشارہ ہے جن لوگوں کو اللہ نے حج کرنے کی استطاعت اور طاقت دی ہو اور وہ ناشکری سے حج نہ کریں جیسے کہ آجکل کے بہت سے مالدار نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ سب سے بے نیاز اور بے پروا ہے۔ اسلئے ان کے حج نہ کرنے سے اس کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ بلکہ اس ناشکری اور کفران نعمت کی وجہ سے یہ خود ہی اس کی رحمت اور عنایت سے محروم ہو جائیں گے۔ اور ان کا انجام خدانخواستہ بہت برا ہوگا رسول اللہؐ کا ارشاد ہے کہ جس کسی کو اللہ نے اتنا دیا ہو کہ وہ حج کر سکے لیکن اس کے باوجود حج نہ کرے تو اللہ کا کوئی پروا نہیں ہے کہ خواہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ اگر ہمارے دلوں میں ایمان و اسلام کی کچھ بھی قدر ہو اور اللہ اور رسولؐ سے کچھ بھی تعلق ہو تو اس حدیث کے معلوم ہو جانے کے بعد ہم میں سے کسی ایسے شخص کو حج سے محروم نہ رہنا چاہئے جو وہاں پہنچ سکتا ہو۔ حج کی فضیلتیں اور برکتیں بہت سی حدیثوں میں آئی ہیں۔ یہاں ہم صرف چار حدیثیں ذکر کرتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ حج اور عمرہ کے لئے جانے والے لوگ اللہ تعالیٰ کے خاص [illegible]

ان کی دُعا قبول کرتا ہے اور مغفرت مانگیں تو ان کو بخش دیتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص حج کرے اور اسمیں کوئی فحش اور بیہودہ حرکت نہ کرے اور اللہ کی نافرمانی نہ کرے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو کر واپس آئیگا جیسا کہ وہ اپنی پیدائش کے وقت بالکل بے گناہ تھا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حج جو خلوص کے ساتھ اور بالکل ٹھیک ٹھیک ادا کیا گیا ہو۔ اور اس میں کوئی برائی اور خرابی نہ ہوئی ہو تو اس کی جزا صرف جنت ہی جنت ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے۔ کہ جو شخص پیدل حج کرے اس کو ہر ایک قدم کے عوض سات کروڑ نیکی کا ثواب ملتا ہے اور فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہند سے پیدل آکر ہزار دفعہ حج کیا۔ یہ دونوں روایتیں صحیح ابن خزیمہ میں ہیں حج کی برکت سے گناہوں کی معافی اور جنت سی نعمتیں جو حاصل ہوتی ہیں وہ انشاء اللہ پوری طرح آخرت میں ملیں گی لیکن اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی گاہ بیت اللہ شریف دیکھ کر اور مکہ معظمہ کے ان خاص مقامات پر پہنچ کر جہاں حضرت ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ کو اور ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگاریں ابتک موجود ہیں۔ ایمان والوں کو جو لذت اور دولت حاصل ہوتی ہے وہ اس دنیا میں جنت ہی کی نعمت ہے پھر مدینہ طیبہ میں روضہ اقدس کی زیارت اور حضورؐ کی مسجد شریف میں نمازیں پڑھنا اور براہ راست حضورؐ سے مخاطب ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کرنا طیبہ کی گلیوں اور وہاں کے جنگلوں میں پھرنا اور وہاں کی ہوا میں سانس لینا اور وہاں کی مقدس زمین اور ہوا میں بسی ہوئی خوشبو سے دماغ کا معطر اور تازہ ہونا اور حضورؐ کو یاد کر کے شوق و محبت میں خوش ہونا کبھی رو پڑنا۔ یہ وہ لذتیں ہیں جو حج کرنیوالوں کو مکہ مدینہ پہنچ کر حاصل ہوتی ہیں۔ بشرطیکہ اللہ تعالیٰ اس قابل بنائے کہ ان لذتوں کو محسوس کر سکے۔ آؤ سب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے یہ لذتیں اور دولتیں ہم کو نصیب فرمائے اور اللہ تعالیٰ دنیا کے اندر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تابعدار بنائے مرتے وقت ہماری زبان پر لا الٰہ الا [illegible]

وہ اسباب جن سے عذاب قبر ہوتا ہے

(۳)

از جناب حاجی کمال الدین صاحب مدرس کارپوریشن - لاہور

جنابت سے غسل نہ کرنا حافظ ابن رجب کا بیان ہے کہ ہمارا ایک ہمسایہ مر گیا - جب ہم نے اس کو نہلا کفنا کر قبر میں رکھا تو ناگہاں اس کی قبر میں بلی جیسا ایک جانور آ موجود ہوا - ہم نے اس کو بھگایا مگر وہ نہ بھاگا - گورکن نے اس کی پیشانی پر ایک مضبوط ہانڈی ماری وہ تب بھی نہ ٹلا - پھر ہم نے دوسری جگہ قبر کھودی - وہ جانور اس میں بھی موجود تھا - ہم نے اس کو بھگانا چاہا مگر وہ پھر بھی نہ گیا - پھر ہم نے تیسری مرتبہ ایک اور قبر کھودی تو وہاں بھی آ موجود ہوا - لوگوں نے کہا کہ ہم کو ایسا امر کبھی پیش نہیں آیا تم اپنے رفیق کو دفن کر دو - جب انہوں نے اس کو دفن کر دیا - تو اندر سے ایک بڑی بھاری آواز سنائی دی - انہوں نے گھر آ کر اس کی عورت سے پوچھا کہ تیرا خاوند کیا کیا کرتا تھا - اور اس سے اس امر کو بیان کیا - جو انہوں نے دیکھا تھا - تو اس نے کہا کہ وہ جنابت سے غسل نہ کیا کرتا تھا -

دیکھنا صور عذاب میت کا (حکایت) ابی الفرج بن جوزی نے اپنی تاریخ میں ایک حکایت نقل کی ہے کہ ۵۹۰ھ میں بغداد میں ایک مردہ پایا گیا جو بالکل بوسیدہ ہو گیا تھا - اور ہڈیوں کے سوا اس میں اور کچھ باقی نہ رہا تھا - اور اس کے دونوں ہاتھوں اور پیروں میں لوہے کے پتھر تھے (اور) اس میں دو میخیں ٹھکی تھیں - ایک اس کی ناف میں اور دوسری اس کی پیشانی میں - اور اس کی صورت خوفناک اور ہڈیاں ٹوٹی ہوئی تھیں - اور اس کے ظاہر ہونے کا سبب یہ ہوا تھا کہ زیادتی پانی نے اس کو ایک ٹیلے پر پھینک دیا تھا -

(حکایت) ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الروح میں ذکر کیا ہے - کہ شہر بغداد کے لوہاروں کے بازار میں ایک شخص آیا اور اس نے کچھ چھوٹی چھوٹی میخیں جن کے دونو جانب نوکیں تھیں بیچیں تو ان کو ایک لوہار نے لے لیا - اور ان کو تپانا شروع کیا - مگر وہ نرم نہ پڑیں - یہاں تک کہ وہ ان کے کوٹنے پیٹنے سے عاجز ہو گیا - پھر اس نے بیچنے والے سے پوچھا کہ تجکو یہ میخیں کہاں سے ملی ہیں - اس نے جواب دیا کہ ایک قبر میں مردے کی ہڈیاں تھیں جو ان میخوں سے جڑی تھیں - میں نے ان کے نکالنے کی کوشش کی - مگر نکال نہ سکا - آخر میں نے ایک پتھر سے ہڈیوں کو کوٹا اور ان میخوں کو جمع کیا -

بیان عذاب عکاس ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ہم سورج غروب سے پہلے کچھ قبروں میں پہنچے تو ناگہاں اُن میں کی ایک قبر انگارہ ہو رہی ہے جیسے کہ شیشہ کی بھٹی ہو اور میت اس کے بیچ میں ہے - ابن قیم کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں سے اس قبر والے کو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ عکاس ہے اور اسی روز مرا ہے -

زندوں کا عمل بد مردہ کو دیکھنا عبد الکافی نے حکایت کیا ہے کہ وہ ایک بار ایک جنازہ میں حاضر ہوا تو ناگہاں ہمارے ساتھ ایک غلام سیاہ رنگ تھا تو جب لوگوں نے نماز پڑھی تو اس نے نہ پڑھی - پس جب ہم دفن میں حاضر ہوئے تو اس نے میری طرف دیکھا - پھر کہا کہ میں اس کا عمل ہوں پھر اس نے اپنے آپ کو اس کی قبر میں ڈال دیا پھر میں نے دیکھا تو وہ مجکو نظر نہ آیا -

خلاف شریعت حکم کرنا یا خلاف شریعت نذر دینے کے متعلق ابو اسحاق بن عبد اللہ نے لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک ایک اندھا کفن چور تھا - جو لوگوں سے بھیک مانگتا پھرا کرتا تھا - (اور یہ کہا کرتا تھا) کہ کوئی ہے جو مجھ کو دے اور میں اس کو انوکھی خبر دوں اور کوئی ہے جو مجھ کو زیادہ دے - اور میں اس کو انوکھی چیز دکھلاؤں - ابو اسحاق کہتے ہیں کہ اس کو کچھ دیا گیا - اور میں اس کے قریب (کھڑا ہوا) اس کو دیکھ رہا تھا - تو اس نے اپنی دونوں آنکھیں کھولیں تو ناگہاں وہ دونوں مثل ... کے آر پار نہیں (اور) اس کے منہ کی جانب سے اس کی گدی کی پچھاڑی کی چیز نظر آتی تھی - پھر کہا کہ میں تجھ کو خبر دیتا ہوں کہ میں اس شہر میں کفن چور تھا - یہاں تک کہ میرا یہ کام سب پر کھل گیا - اور میں نے لوگوں کو خوف میں ڈال دیا - یہاں تک کہ میں ان کی پروا نہ کرتا تھا - اور اس شہر کا قاضی ایسا بیمار ہوا کہ اس کو اس مرض کے سبب اپنی موت کا اندیشہ ہوا تو اس نے کسی کو میرے پاس بھیجا اور کہا کہ میں اپنی پردہ دری کو اپنی قبر میں تجھ سے مول لیتا ہوں اور یہ سو دینار ہیں عمدہ - میں نے ان کو لے لیا - اور وہ بیماری سے اچھا ہو گیا - اور میں نے خیال کیا کہ یہ عطیہ تو پہلی بیماری کا تھا تو میں آیا اور میں نے اس کو کھودا تو ناگہاں قبر میں عذاب کی آہٹ ہے - اور قاضی پریشان سرخ آنکھیں کئے ہوئے بیٹھا ہے - جیسے وہ تشتریاں - تو میں نے اپنے گھٹنے میں دھکا پایا اور ناگہاں میری دونوں آنکھوں میں .... میری دونوں انگلیوں سے ایک ضرب لگی اور کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ اے خدا کے دشمن کیا تو اسرار الہی پر مطلع ہونا چاہتا ہے -

قبر سے آواز عذاب کو سننا بیہقی نے کتاب عذاب قبر میں یزید بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص ایک قبر کی جانب پہنچا تو اس نے قبر والے کو سنا کہ کہتا ہے آہ! آہ! تو یہ اس کی قبر پر کھڑا ہوا اور کہا کہ تجھ کو تیرے عمل نے فضیحت کیا اور تو فضیحت ہوا -

زندہ کا عذاب میت کو دیکھنا اور اس کے ساتھ اس کا دھنس جانا

تاریخ مقریزی میں لکھا ہے کہ ایک عورت مر گئی جب اس کو دفن کر کے لوٹے تو ایک رومال جس میں کچھ درہم تھے بھول آئے - رومال نکالنے کی غرض سے قبر کو کھودا - ایک شخص اندر گیا تو دیکھا کہ عورت مذکور بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے بالوں سے اس کی مشکیں اور اس کے دونو پیر بندھے تھے - اس نے چاہا کہ اس کے بازو کھولدے - مگر وہ اس پر قادر نہ ہوا - تو وہ اور عورت دونو ایسے دھسائے گئے کہ اُن کا پتہ نہ لگا -

عذاب قبر وہی عذاب برزخ ہے!

علماء رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ عذاب قبر وہی عذاب برزخ ہے اور اس کو قبر کی جانب اس واسطے منسوب کیا گیا ہے کہ یہ اکثر اور غالب ہے ورنہ ہر میت جس کو خدا عذاب کرنا چاہے اس کو وہ عذاب پہنچتا ہے - خواہ قبر میں گاڑا گیا ہو یا صولی دیا گیا ہو یا دریا میں ڈوبا ہو یا اس کو جانوروں نے کھایا ہو یا وہ جل کر راکھ ہو گیا ہو یا اس کو ہوا میں اڑا دیا گیا ہو - اور باتفاق اہل السنت و الجماعت محل عذاب

وہ اسباب جن سے عذاب قبر ہوتا ہے

(۳)

از جناب حاجی کمال الدین صاحب مدرس کارپوریشن - لاہور

جنابت سے غسل نہ کرنا حافظ ابن رجب کا بیان ہے کہ ہمارا ایک ہمسایہ مر گیا۔ جب ہم نے اس کو نہلا کفنا کر قبر میں رکھا تو ناگہاں اس کی قبر میں بلی جیسا ایک جانور آموجود ہوا۔ ہم نے اس کو بھگایا مگر وہ نہ بھاگا۔ کسی نے اس کی پیشانی پر ایک مضبوط ہانڈی ماری وہ تب بھی نہ ٹلا۔ پھر ہم نے دوسری جگہ قبر کھودی۔ وہ جانور اس میں بھی موجود تھا۔ ہم نے اس کو بھگانا چاہا مگر وہ پھر بھی نہ گیا۔ پھر ہم نے تیسری مرتبہ ایک اور قبر کھودی تو وہاں بھی آموجود ہوا۔ لوگوں نے کہا کہ ہم کو ایسا امر کبھی پیش نہیں آیا تم اپنے رفیق کو دفن کر دو۔ جب انہوں نے اس کو دفن کر دیا۔ تو اندر سے ایک بڑی بھاری آواز سنائی دی۔ انہوں نے گھبرا کر اس کی عورت سے پوچھا کہ تیرا خاوند کیا کیا کرتا تھا۔ اور اس سے اس امر کو بیان کیا۔ جو انہوں نے دیکھا تھا۔ تو اس نے کہا کہ وہ جنابت سے غسل نہ کیا کرتا تھا۔

دیکھنا صورت عذاب میّت کا (حکایت) ابی الفرج بن جوزی نے اپنی تاریخ میں ایک حکایت نقل کی ہے کہ ۵۹۳ھ میں بغداد میں ایک مردہ پایا گیا جو بالکل بوسیدہ ہو گیا تھا۔ اور ہڈیوں کے سوا اس میں اور کچھ باقی نہ رہا تھا۔ اور اس کے دونوں ہاتھوں اور پیروں میں لوہے کے پتھر تھے (اور) اس میں دو میخیں ٹھکی تھیں۔ ایک اس کی ناف میں اور دوسری اس کی پیشانی میں۔ اور اس کی صورت خوفناک اور ہڈیاں ٹوٹی ہوئی تھیں۔ اور اس کے ظاہر ہونے کا سبب یہ ہوا تھا کہ زیادتی پانی نے اس کو ایک ٹیلے پر پھینک دیا تھا۔

(حکایت) ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الروح میں ذکر کیا ہے کہ شہر بغداد کے لوہاروں کے بازار میں ایک شخص آیا اور اس نے کچھ چھوٹی چھوٹی میخیں جن کے دونوں جانب نوکیں تھیں بیچیں تو ان کو ایک لوہار نے لے لیا۔ اور ان کو تپانا شروع کیا۔ مگر وہ نرم نہ پڑیں۔ یہاں تک کہ وہ ان کے کوٹنے پیٹنے سے عاجز ہو گیا۔ پھر اس نے بیچنے والے سے پوچھا کہ تجکو یہ میخیں کہاں سے ملی ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ ایک قبر میں مردے کی ہڈیاں تھیں جو ان میخوں سے جڑی تھیں۔ میں نے ان کے نکالنے کی کوشش کی۔ مگر نکال نہ سکا۔ آخر میں نے ایک پتھر سے ہڈیوں کو کوٹا اور ان میخوں کو جمع کیا۔

بیان عذاب عکاس ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ہم سورج غروب سے پہلے کچھ قبروں میں پہنچے، تو ناگہاں اُن میں کی ایک قبر انگارہ ہو رہی ہے جیسے کہ شیشہ کی بھٹی ہو اور میت اس کے بیچ میں ہے۔ ابن قیم کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں سے اس قبر والے کو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ عکاس ہے اور اسی روز مرا ہے۔

زندوں کا عمل بد مردہ کو دیکھنا عبد الکافی نے حکایت کیا ہے کہ وہ ایک بار ایک جنازہ میں حاضر ہوا تو ناگہاں ہمارے ساتھ ایک غلام سیاہ رنگ تھا تو جب لوگوں نے نماز پڑھی تو اس نے نہ پڑھی۔ پس جب ہم دفن میں حاضر ہوئے تو اس نے میری طرف دیکھا۔ پھر کہا کہ میں اس کا عمل ہوں پھر اس نے اپنے آپ کو اس کی قبر میں ڈال دیا پھر میں نے دیکھا تو وہ مجکو نظر نہ آیا۔

خلاف شریعت حکم کرنا یا خلاف شریعت فتوی دینے کے متعلق ابو اسحاق بن عبد اللہ نے لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک ایک اندھا کفن چور تھا۔ جو لوگوں سے بھیک مانگتا پھرا کرتا تھا۔ (اور یہ کہا کرتا تھا) کہ کوئی ہے جو مجھ کو دے اور میں اس کو انوکھی خبر دوں اور کوئی ہے جو مجھ کو زیادہ دے۔ اور میں اس کو انوکھی چیز دکھلاؤں۔ ابو اسحاق کہتے ہیں کہ اس کو کچھ دیا گیا۔ اور میں اس کے قریب (کھڑا ہوا) اس کو دیکھ رہا تھا۔ تو اس نے اپنی دونوں آنکھیں کھولیں تو ناگہاں وہ دونوں مثل ... کے آر پار نہیں (اور) اس کے منہ کی جانب سے اس کی گدی کی پچھاڑی کی چیز نظر آتی تھی۔ پھر کہا کہ میں تجھ کو خبر دیتا ہوں کہ میں اس شہر میں کفن چور تھا۔ یہاں تک کہ میرا یہ کام سب پر کھل گیا۔ اور میں نے لوگوں کو خوف میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ میں ان کی پروا نہ کرتا تھا۔ اور اس شہر کا قاضی ایسا بیمار ہوا کہ اس کو اس مرض کے سبب اپنی موت کا اندیشہ ہوا تو اس نے کسی کو میرے پاس بھیجا اور کہا کہ میں اپنی پردہ دری کو اپنی قبر میں تجھ سے مول لیتا ہوں اور یہ سو دینار ہیں عمدہ۔ میں نے ان کو لے لیا۔ اور وہ بیماری سے اچھا ہو گیا۔ اور میں نے خیال کیا کہ یہ عطیہ تو پہلی بیماری کا تھا تو میں آیا اور میں نے اس کو کھودا تو ناگہاں قبر میں عذاب کی آہٹ ہے۔ اور قاضی پریشان سرخ آنکھیں کئے ہوئے بیٹھا ہے۔ جیسے وہ تشتریاں۔ تو میں نے اپنے گھٹنے میں دھکا پایا اور ناگہاں میری دونوں آنکھوں پر ... ... میری دونوں انگلیوں سے ایک ضرب لگی اور کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ اے خدا کے دشمن کیا تو اسرار الہی پر مطلع ہونا چاہتا ہے۔

قبر سے آواز عذاب کو سننا بیہقی نے کتاب عذاب قبر میں یزید بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص ایک قبر کی جانب پہنچا تو اس نے قبر والے کو سنا کہ کہتا ہے آہ! آہ! تو یہ اس کی قبر پر کھڑا ہوا اور کہا کہ تجھ کو تیرے عمل نے فضیحت کیا اور تو فضیحت ہوا۔

زندہ کا عذاب میّت کو دیکھنا اور اس کے ساتھ اس کا دھنس جانا

تاریخ مقریزی میں لکھا ہے کہ ایک عورت مر گئی جب اس کو دفن کر کے لوٹے تو ایک رومال جس میں کچھ درہم تھے بھول آئے۔ رومال نکالنے کی غرض سے قبر کو کھودا۔ ایک شخص اندر گیا تو دیکھا کہ عورت مذکور بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے بالوں سے اس کی مشکیں اور اس کے دونو پیر بندھے تھے۔ اس نے چاہا کہ اس کے بازو کھولدے۔ مگر وہ اس پر قادر نہ ہوا۔ تو وہ اور عورت دونو ایسے دھسائے گئے کہ ان کا پتہ نہ لگا۔

عذاب قبر ہی عذاب برزخ ہے!

علماء رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ عذاب قبر ہی عذاب برزخ ہے اور اس کو قبر کی جانب اس واسطے منسوب کیا گیا ہے کہ یہ اکثر اور غالب ہے ورنہ ہر میت جس کو خدا عذاب کرنا چاہے اس کو وہ عذاب پہنچتا ہے۔ خواہ قبر میں گاڑا گیا ہو یا صولی دیا گیا ہو یا دریا میں ڈوبا ہو یا اس کو جانوروں نے کھایا ہو یا وہ جل کر راکھ ہو گیا ہو یا اس کو ہوا میں اڑا دیا گیا ہو۔ اور باتفاق اہل السنت و الجماعت محل عذاب

روح اور جسم دونوں ہیں (نہ ایک یعنی عذاب قبر روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے) صحاح میں کہا ہے کہ برزخ اس شے کو کہتے ہیں جو دوسروں کے درمیان حاجز یعنی آڑ ہو اور یہاں پر برزخ سے وہ زمانہ مراد ہے جو بابعد موت سے شروع اور حشر پر منتہی ہو۔ یعنی وہ زمانہ جو موت اور حشر کے درمیان واقع ہو۔

عذاب قبر کی دو قسم ہیں

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ عذاب قبر دو طرح کا ہے۔ ایک دائم (جو ہمیشہ رہے اور کبھی منقطع نہ ہونے پائے) اور یہ کفار اور بعض گنہگاروں کا عذاب ہے۔ ۲ جن کے گناہ ہلکے ہیں۔ سو وہ موافق اپنے اپنے جرم کے عذاب پاویں گے۔ پھر اُن سے عذاب مذکور دور ہو جائے گا۔ اور کبھی صدقہ اور دعا کے سبب بھی میت سے عذاب مرتفع ہو جاتا ہے۔

نصرانی عورت کے پیٹ میں مسلمان بچہ ہو تو قبر میں عذاب اور نعیم دونوں نازل ہوتی ہیں

بدائع میں ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔ کہ علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ جب کوئی عورت نصرانی مر جاتی ہے اور اس کے پیٹ میں مسلمان کا بچہ ہوتا ہے۔ تو اس کی قبر میں نعیم اور عذاب دونوں چیزیں نازل ہوتی ہیں۔ نعیم تو بچے کے لئے اور عذاب اس کی ماں کے لئے۔ یہ ایسا ہے جیسا کہ کسی قبر میں مومن اور کافر دونوں دفن کئے جاویں کہ اس صورت میں بھی نعیم اور عذاب دونوں جمع ہوتے ہیں (اور ایک کی دوسرے کو خبر نہیں ہوتی)

جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن مُردوں کو عذاب نہیں کیا جاتا۔

یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے روض الریاحین میں کہا ہے کہ بوجہ فضیلت جمعہ کی رات اور جمعہ کے روز مُردوں کو عذاب نہیں کیا جاتا۔ یہ تخفیف مسلمان گنہگاروں ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔ نہ کفار کے۔ اور نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے بحر الکلام میں اس کو عام رکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یوم جمعہ اور شب جمعہ اور تمام مہینہ رمضان شریف میں کافروں سے عذاب مرفوع ہو جاتا ہے۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ کفار کے لئے ایک اونگھ ہے۔ جس میں وہ قیامت تک نیند کا مزہ پاویں گے۔ جب اہل قبور کو پکارا جائے گا تو کافر کہیں گے یاویلنا من بعثنا من مرقدنا ہائے ہم کو کس نے ہمارے مرقد سے اٹھایا تو اس کے پہلو سے مومن کہے گا ھذا ما وعد الرحمٰن وصدق المرسلون۔ یہ وہ ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور (جس کی نسبت) رسولوں نے سچ کہا تھا۔

اب تک جو روایات و حکایات مذکور ہوئی ہیں۔ ان سب کے جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عذاب قبر کے پچاس اسباب ہیں۔

(۱) کفر (۲) پیشاب سے نہ بچنا (۳) چغلخوری (۴) غیبت (۵) یہودیت (۶) انبیاء کرام کا ستانا اور ان کو تکلیف دینا (۷) پیاسے کو پانی نہ پلانا (۸) مہمان کا حق نہ سمجھنا اور اس کو ادا نہ کرنا (۹) مال غنیمت میں خیانت کرنا (۱۰) بے وضو نماز پڑھنا (۱۱) مظلوم کی فریاد رسی نہ کرنا۔ (۱۲) قرآن پڑھ کر چھوڑ دینا (۱۳) قرآن کو بھلا دینا (۱۴) بلا نماز پڑھے سو رہنا (۱۵) جھوٹ بات اُڑانا (۱۶) زنا (۱۷) سود لینا (۱۸) اچھے کاموں کو بُرے کاموں سے ملانا (۱۹) حرام شے کی جانب زینت کرنا۔ (۲۰) بغیر عشا کی نماز پڑھے سو رہنا (۲۱) نماز کو بے وقت پڑھنا (۲۲) مسلمانوں کے درمیان چغلخوری کرنا (۲۳) لواطت (۲۴) حلال کو چھوڑنا اور حرام کو کھانا (۲۵) یتیموں کا مال کھانا (۲۶) دوسرے کو عیب لگانا (۲۷) مال کی زکوٰۃ نہ ادا کرنا (۲۸) اپنی عورت یا اپنے خاوند کو چھوڑ کر دوسرے کی عورت یا کسی دوسرے شخص کے ساتھ شب باشی کرنا۔ (۲۹) امانت رکھنا اور اس کا ادا نہ کرنا (۳۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بُرا کہنا (۳۱) کہنا اور نہ کرنا (۳۲) بن سُنے بات کو بیان کرنا (۳۳) بچوں کو دودھ نہ پلانا۔ (۳۴) بن دیکھے خواب بیان کرنا (۳۵) وقت سے پہلے روزہ افطار کرنا (۳۶) چوری کرنا (۳۷) شراب پینا (۳۸) جھوٹی گواہی دینا (۳۹) ماں باپ کے ساتھ بے ادبی سے پیش آنا (۴۰) تکبر سے چلنا (۴۱) غیر سنت پر مرنا (۴۲) ظلم کرنا (۴۳) غلہ میں تنکے ملانا (۴۴) کسی کو مار کر اس کا مال چھین لینا (۴۵) قبر پر پاخانہ پھرنا (۴۶) خلیفہ مسلمین کو قتل کرنا (۴۷) چھپ کر پڑوسیوں کی بات سننا اور اس کو افشا کرنا (۴۸) جنابت سے غسل نہ کرنا (۴۹) دوسرے کی آبروریزی کرنا (۵۰) خلاف شریعت حکم کرنا یا فتویٰ دینا۔

ان کے علاوہ علماء رحمہم اللہ نے اور بھی بہت سے اسباب ذکر کئے ہیں۔ جن میں سے بعض کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(۱) جھوٹ بولنا۔
(۲) فتنہ میں لوٹنا
(۳) کسی کو تہمت لگانا۔
(۴) لوگوں کو بدعت کی طرف بلانا۔
(۵) خدا اور رسول پر ایسی بات کہنا جس کا علم نہ ہو۔
(۶) رشوت لینا۔
(۷) ناحق دوسرے کا مال کھانا۔
(۸) نشہ والی چیز کھانا اور پینا۔
(۹) بھنگ پینا (۱۰) بدعہدی کرنا۔
(۱۱) مکر و فریب کرنا۔
(۱۲) سود کا لکھنا۔
(۱۳) اور اس کا گواہ ہونا
(۱۴) حلالہ کرنا
(۱۵) اسقاط فرائض الٰہی اور ارتکاب محارم شرعیہ پر نازاں ہونا اور اترانا۔
(۱۶) مسلمانوں کو ستانا اور اس کی عیب جوئی کرنا۔
(۱۷) گناہ کے کاموں میں مدد کرنا۔
(۱۸) حرم الٰہی یعنی مکہ معظمہ میں الحاد کرنا۔
(۱۹) حقائق اسماء اور صفات الٰہی میں الحاد کرنا۔
(۲۰) سنت نبوی پر اپنی رائے اور خواہش کو مقدم کرنا۔
(۲۱) جس راگ کو اللہ نے حرام کیا اس کو سُننا۔
(۲۲) قبروں پر مسجد بنانا۔
(۲۳) ناپ تول میں کمی کرنا۔
(۲۴) سلف صالحین پر طعن کرنا۔
(۲۵) کاہن اور نجومی کے پاس جانا۔
(۲۶) دوسرے کی دنیا کے واسطے اپنی آخرت کو بیچنا۔
(۲۷) جب کوئی خدا اور رسول سے ڈراوے تو نہ ڈرنا اور دوسروں کے ڈرانے سے ڈر جانا۔
(۲۸) کلام خدا اور رسول سے ہدایت نہ حاصل کرنا۔
(۲۹) قراءت قرآن شریف سے تو متاثر نہ ہونا اور دوسروں کے کلام سے وجد اور طرب میں آنا۔
(۳۰) خدا کی جھوٹی قسم کھا لینا اور اپنے محبوب اور پیارے کی جھوٹی قسم کھانے سے احتراز کرنا۔
(۳۱) دوسرے کی آبرو اور مال کو لوٹنا۔
(۳۲) فحش بکنا (۳۳) باوجود قدرت کے حج نہ کرنا (۳۴) باوجود قدرت اپنے ذمہ کے حقوق ادا نہ کرنا۔
(۳۵) دیکھنے۔ بولنے اور قدم اٹھانے میں احتیاط نہ کرنا۔ (۳۶) کمائی میں حلال اور حرام کی تمیز نہ کرنا۔
(۳۷) مسکینوں۔ رانڈوں اور یتیموں پر رحم نہ کرنا (۳۸) ربا (۳۹) صلہ رحمی نہ کرنا (۴۰) کسی کو برتنے کی چیز نہ دینا (۴۱) اپنے گناہوں کو چھوڑ کر دوسرے کے گناہوں پر نظر کرنا۔

ان اسباب کے ذکر کرنے سے یہ مقصود نہیں ہے کہ عذاب قبر انہی اسباب کے ساتھ مخصوص ہے اور ان کے سوا کسی دوسرے سبب سے عذاب قبر نہیں ہوتا بلکہ اس سے بعض اُن اسباب عذاب قبر کا جتلانا مقصود ہے جن پر کہ علماء نے اپنی کتابوں میں تنبیہہ فرمائی ہے ورنہ اسباب عذاب قبر کا انحصار خالی از دشواری نہیں ہے اور اس کے تین اصول ہیں۔ اوّل:- جہل از ذات و صفات الٰہی یعنی اللہ کے ذات و صفات سے بے خبر ہونا جس میں کفر اور شرک وغیرہ امور اعتقادی داخل ہیں۔ دوسرے۔ بجا آوری احکام الٰہی میں تساہل اور تغافل کرنا۔ اسمیں تمام ترک شرعیہ داخل ہیں۔ تیسرے:- مناہی شرع کا مرتکب ہونا اسمیں تمام منہیات شرع کا ارتکاب داخل ہے پس جو کوئی جتنا ذات اور صفات الٰہی سے جاہل یا اس کے اوامر کی بجا آوری میں متساہل اور اسکی منہیات کے ارتکاب

محبوبینِ خدا کون ہیں

از جناب میاں عبدالرحمٰن صاحب بی۔ اے بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ

دین و دنیا کی سب سے بڑی نعمت وہ محبت و پیار ہے جو خدا کو اپنے بندہ کے ساتھ ہو یہ غیر فانی نعمت اور یہ لازوال دولت حسن اخلاق کے ذریعہ انسان کو حاصل ہو سکتی ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ارشادات احکام۔ اخلاق اور اعمال کی پیروی محبتِ الٰہی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ قرآن پاک نے تمام بنام بتایا ہے۔ کہ خدا کی محبت کے مستحق کون ہیں ؟

(۱) وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ۔
ترجمہ اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔)
انسان کو چاہیئے کہ گناہوں، شرارتوں اور ہر قسم کی نجاستوں سے اپنا ظاہر و باطن پاک و صاف رکھے۔

(۲) اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ
(بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتا ہے)
اگر انسان سے گناہ اتفاقیہ صادر ہو جائے۔ تو وہ اسی وقت توبہ کرلے۔ اور اپنے گناہ پر نادم ہو جائے۔
اَللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ (خدا ایمان والوں کو دوست رکھتا ہے)

(۳) اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ
(بے شک اللہ کو پرہیزگاروں سے محبت ہے)
خدا تعالیٰ کا عام قانون یہ ہے کہ جو کوئی خدا کے اور بندوں کے جائز عہد پورے کرے اور خدا سے ڈر کر تقویٰ کی راہ چلے یعنی فاسد خیالات، بداعمال اور پست اخلاق سے پرہیز کرے تو خدا اسی سے محبت کرتا ہے

(۴) اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ
(اللہ نیکی کرنے والوں کو چاہتا ہے)
جو لوگ خدا تعالیٰ سے اپنا معاملہ ٹھیک رکھیں اور نیک کام کریں۔ تو خدا ان سے محبت کرتا ہے۔ اور دنیا و آخرت میں بہترین پھل دیتا ہے۔ احسان مومن کے لئے روحانی ترقیات کا انتہائی مقام ہو سکتا ہے جہاں پہنچ کر حق تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ خصوصی محبت کرتا ہے۔ اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ
احسان کا درجہ یہ ہے کہ انسان اللہ کی اس طرح عبادت کرے گویہ کہ خدا کو دیکھ رہا ہے۔

(۵) وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ
اور اللہ محبت کرتا ہے ثابت قدم رہنے والوں سے
جب پہلی امتوں کے حق پرستوں نے مصائب و شدائد میں لے انتہا صبر و استقلال کا ثبوت دیا۔ تو اس امت کو جو خیر الامم ہے ان سے بڑھ کر صبر و استقامت کا ثبوت دینا چاہیئے۔

(۶) ان اللّٰه يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ
اللہ کو توکل کرنے والوں سے محبت ہے)
مشاورت کے بعد جب ایک بات طے ہو جائے اور پختہ ارادہ کر لیا جائے۔ پھر خدا پر توکل کر کے اس کو بلا پس و پیش کر گزرو۔ خدا تعالیٰ متوکلین کو پسند کرتا ہے۔ اور ان کے کام بنا دیتا ہے۔
حضور اکرم صلعم نے فرمایا تم لوگ میرے واسطے چھ امور کے ضامن ہو جاؤ۔ میں تمہارے واسطے جنت کا ضامن ہو جاؤں گا۔ (۱) جب تم بات کرو تو سچ کہو (۲) وعدہ کرو تو وفا کرو (۳) جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے۔ تو اسکو ادا کرو (۴) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو (۵) اپنی آنکھوں کو بند رکھو (۶) اپنے ہاتھوں کو روکو۔

(۷) اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ
بے شک اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو۔
قرآن کریم نے بار بار اس پر زور دیا ہے کہ کوئی شخص کتنا ہی شریر، ظالم اور بدمعاش کیوں نہ ہو۔ مگر اس کے حق میں بھی تمہارا دامن عدالت ناانصافی کے چھینٹوں سے داغدار نہ ہونے پائے۔ یہی وہ خصلت ہے جس کے سہارے زمین و آسمان کا نظام قائم رہ سکتا ہے۔

(۸) قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ
(ترجمہ) کہہ دیجئے اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو۔ تاکہ تم سے اللہ محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے)
اگر دنیا میں آج کسی شخص کو اپنے مالک حقیقی کی محبت کا دعویٰ یا خیال ہو تو لازم ہے کہ اس کو اتباعِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسوٹی پر کس کر دیکھ لے۔ سب کھرا کھوٹا معلوم ہو جائے گا۔ جو شخص جس قدر حبیب خدا محمد رسول اللہ صلعم کی راہ پر چلتا اور آپ کی لائی ہوئی روشنی کو مشعلِ راہ بناتا ہے اسی قدر سمجھنا چاہیئے کہ خدا کی محبت کے دعویٰ میں سچا اور کھرا ہے اور جتنا اس دعویٰ میں سچا ہوگا اتنا ہی حضور کی پیروی میں مضبوط اور مستعد پایا جائے گا۔ جس کا پھل یہ ملے گا کہ حق تعالیٰ اس سے محبت کرنے لگے۔ اور اللہ کی محبت اور حضور کے اتباع کی برکت سے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے اور آئندہ طرح طرح کی ظاہری و باطنی رحمتیں نازل ہوں گی

(۹) اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝
(ترجمہ) البتہ جو ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک عمل کئے۔ اُن کو دیگا رحمٰن محبت)
(تفسیر) یعنی انکو اپنی محبت دیگا یا خود ان سے محبت کرے گا۔ یا خلق کے دل میں ان کی محبت ڈالے گا۔
احادیث میں ہے کہ جب حق تعالیٰ کسی بندہ کو محبوب رکھتا ہے تو اوّل جبرئیل کو آگاہ کرتا ہے کہ میں فلاں بندہ سے محبت رکھتا ہوں تو بھی کر۔ وہ آسمانوں میں اس بات کا اعلان کرتے ہیں آسمانوں سے اترتی ہوتی اس کی محبت زمین پر پہنچ جاتی ہے۔ اور زمین والوں میں اس بندے کو حسن قبول حاصل ہوتا ہے۔ یعنی بے تعلق لوگ جن کا کوئی خاص نفع و ضرر اس کی ذات سے وابستہ نہ ہو اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ لیکن اس قسم کے حسنِ قبول کی ابتداء مومنین صالحین اور خدا پرست لوگوں سے حاصل ہوتی ہے۔ اُن کے قلوب میں اول اس کی محبت ڈالی جاتی ہے۔ بعدہٗ قبول عام حاصل ہو جاتا ہے ورنہ ابتداءً محض طبقہ عوام میں حسن قبول حاصل ہونا اور بعد میں بعض خدا پرست صالحین کا بھی کسی غلط فہمی وغیرہ سے

اس کی طرف جھکنا مقبولیت عند اللہ کی دلیل ہے خوب سمجھ لیجئے

(۱۰) اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ

(پ ۲۸ ع ۹)

(ترجمہ:- بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اُن لوگوں سے جو اس کے راستہ میں قطار باندھ کر اس طرح لڑتے ہیں گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔)

(تفسیر) اللہ کو سب سے زیادہ اُن لوگوں سے محبت ہے جو اللہ کی راہ میں اس کے دشمنوں کے مقابلہ پر ایک آہنی دیوار کی طرح ڈٹ جاتے ہیں۔ اور میدان جنگ میں اس شان سے صف آرائی کرتے ہیں۔ کہ گویا وہ سب مل کر ایک مضبوط دیوار ہیں جس میں سیسہ پلا دیا گیا ہے۔ اور جس میں کسی جگہ کوئی رخنہ نہیں پڑ سکتا۔ الغرض ایمان۔ احسان۔ توبہ۔ طہارت۔ توکل۔ انصاف۔ تقویٰ۔ صبر پاکیزگی۔ اور جہاد محبت کے ذرائع ہیں۔

احادیث:-

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جو لوگ میری رضامندی کیلئے باہم ملاقات کرتے ہیں مجھ کو اپنے جلال کی قسم انکے واسطے نُور کے منبر ہوں گے جن پر انبیاء اور شہداء رشک کریں گے۔

(۲) حضرت ابن عباس کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر رضؓ سے فرمایا ابوذرؓ ایمان کی کونسی دستاویز مضبوط ہے۔ انہوں نے عرض کیا خدا اور خدا کا رسول ﷺ جانتا ہے ارشاد فرمایا خدا کی رضامندی کے واسطے دوستی پیدا کرنا۔ خدا کے واسطے محبت رکھنا خدا کے واسطے بغض رکھنا۔

(۳) اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام عملوں سے بہتر للہ محبت اور للہ بغض ہے۔ جو بندہ کسی کو خدا کے واسطے محبوب رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عزت اور تکریم فرماتا ہے۔

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو یہ اچھا معلوم ہوتا ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرے یا اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرے تو اس کو چاہیئے کہ جب بات کرے تو سچ بولے اور امانت کو ادا کرے اور اپنے ہمسایہ کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

(۵) نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے لہٰذا تمام مخلوق سے بہتر خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص ہے۔ جو اپنی عیال کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

(۶) حضرت انس رضؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ نے فرمایا جس شخص میں تین باتیں ہونگی اس کو ایمان اور اسلام کی لذت حاصل ہوگی:

اوّل وُہ شخص جو اللہ اور رسول کو تمام چیزوں سے زیادہ محبوب سمجھے۔

(دوم) یہ کہ جس کسی شخص سے محبت کرے تو وہ بھی اللہ کی رضامندی کے لئے۔

(سوم) وُہ شخص جو مسلمان ہونے کے بعد کفر کو بہت بُرا سمجھے جس طرح آگ میں جانے سے گھبراتا ہے اسی طرح کفر سے گھبرائے

(۷) نبی اقدس صلی اللہ نے فرمایا مومن صاحب الفت ہوتا ہے جس شخص میں اُلفت نہ ہو اس میں خیر نہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کسی مسلمان کی حاجت پوری کی اور وُہ خوش ہوا۔ تو گویا اس شخص نے مجھ کو خوش کیا۔ اور جس شخص نے مجھ کو خوش کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو خوش کیا۔ اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائیگا۔

(۸) حضرت عباس ابن عبدالمطلب رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے خدا کو اپنا رب بنا لیا اور اسلام کو اپنا دین پسند کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول مان لیا تو اس کو ایمان کی حلاوت کا مزہ آئیگا۔

اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ (پ ۱۱ ع ۱۲)

(ترجمہ:- بے شک اللہ کے دوستوں کو نہ ڈر ہے اور نہ وُہ غمگین ہوں گے۔)

عرف میں ولی اس کو کہا جاتا ہے جس میں ایک خاص اور ممتاز درجہ ایمان و تقویٰ کا پایا جاتا ہو۔

احادیث میں ان کی علامتیں یہ بیان کی گئی ہیں ان کو دیکھنے سے خدا یاد آنے لگے۔ یا مخلوق خدا سے اُن کو بے لوث محبت ہو۔ خدا کے دوستوں کو آخرت میں احوال محشر کا نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ دُنیا کے چھوٹ جانے پر غمگین ہونگے بعض مفسرین کہتے ہیں۔ اولیاء اللہ پر دُنیا میں اندیشہ ناک حوادث کا وقوع نہ ہوگا نہ آخرت میں۔ اور نہ کسی مطلوب کے فوت ہونے پر وہ مغموم ہوتے ہیں۔ خوف سے خوف حق یا غم سے غم آخرت کی نفی مراد نہیں بلکہ دُنیا میں دنیوی خوف و غم کی نفی مراد ہے۔ ہر وقت ان کا اعتماد اللہ پر ہوتا ہے اور تمام واقعات تکوینیہ کے خالی از حکمت نہ ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ موت کے وقت اور موت کے بعد غمگین نہ ہوں گے۔ مومن متقی خدا کا ولی ہوتا ہے جس درجہ کا ایمان و تقویٰ کسی میں موجود ہوگا۔ اسی درجہ میں ولایت کا ایک حصہ اس کے لئے ثابت ہوگا۔ اولیاء اللہ کے لئے دُنیا میں کئی طرح کی بشارتیں ہیں۔ فرشتے موت کے وقت انہیں خوش خبری دیتے ہیں۔ لوگ ان کی مدح و ثنا و ذکر خیر کرتے ہیں۔ سچے خواب دکھائی دیتے ہیں۔

(۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے لئے آپس میں محبت کرنے والوں۔ میری رضا کے لئے آپس میں بیٹھنے اُٹھنے والوں۔ میرے لئے ایک دوسرے کی زیارت کرنے والے میرے لئے خرچ کرنے والوں کے لئے میری محبت واجب ہوگئی۔ یعنی جو شخص یہ اعمال کرے گا۔ اس سے اللہ تعالیٰ ضرور محبت کریں گے۔ وہ خدا کا محبوب بن جائے گا۔

(۱۰) ارشاد:-

حضرت ابوذرؓ نے عرض کیا حضورؐ ایک شخص کسی جماعت سے محبت تو رکھتا ہے لیکن اُن جیسے کام نہیں کر سکتا۔ فرمایا اے ابوذر رضؓ تو اس کے ساتھ ہے۔ جس سے تو محبت کرتا ہے۔ اور ترمذی میں ہے "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہے۔

(۱۱) ارشاد:-

میں تم کو نماز روزے اور خیرات سے بھی بہتر کام نہ بتاؤں۔ عرض کیا حضورؐ ضرور فرمایئے:-

"وُہ یہ ہیں آپس میں اصلاح کرنا (محبت و اتفاق رکھنا) کیونکہ باہمی فساد و نااتفاقی دین کو ختم کر دینے والی چیز ہے"

(۱۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:-

میں اپنے بندہ کے گمان کے قریب ہوں۔ اور جب وہ مجھے یاد کرے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ پس جب وہ اپنے دل میں یاد کرتا ہے۔ تو میں بھی اس کو اپنے جی میں یاد کرتا ہوں۔ اور جب وُہ مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے۔ تو میں بھی اس سے بہتر فرشتوں کے مجمع میں یاد کرتا ہوں۔

مطلب یہ ہے کہ بندہ جس قدر مالک کی طرف رجوع کرتا ہے وہ ارحم الراحمین اس سے بہت زیادہ شفقت و رحمت فرماتا ہے۔

خلاصہ بحوالہ قرآن :-

اللہ تعالیٰ نے سورہ فرقان پارہ ۱۹ رکوع ۵ میں اپنے محبوب بندوں کی صفات بیان فرمائی ہیں :-

(۱) رحمٰن کے بندے زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں۔

(۲) اور جب بے سمجھ لوگوں سے بات چیت کرتے ہیں تو انہیں صاحب سلامت کہتے ہیں۔

(۳) وُہ خدا کے آگے قیام اور سجدہ میں رات گزارتے ہیں۔

(۴) اور دوزخ کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔

(۵) خرچ کرتے وقت نہ تنگی کرتے ہیں اور نہ فضول خرچی کرتے ہیں۔ بلکہ میانہ روی اختیار کرتے ہیں۔

(۶) خُدا کے ساتھ کسی دوسرے کو نہیں پکارتے

(۷) کسی جان کا ناحق خون نہیں کرتے مگر جہاں اللہ نے اجازت دی۔

(۸) وہ زنا نہیں کرتے۔

(۹) وہ جھوٹ نہیں بولتے۔ جھوٹی شہادت نہیں دیتے۔ باطل کاموں اور گناہ کی محلسوں میں حاضر نہیں ہوتے۔

(۱۰) کھیل کی باتوں کی طرف دھیان نہیں کرتے نہ اس میں شامل ہوتے ہیں۔

(۱۱) نہایت فکر و تدبّر سے اور دھیان سے اللہ کی باتیں سنتے ہیں۔

(۱۲) وُہ دعائیں مانگتے ہیں کہ ہمیں بیوی بچے ایسے عنایت فرما جنہیں دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی اور قلب مسرور ہو اور ہم کو پرہیزگاروں کا امام بنا یعنی ہمیں ایسا بنا دے کہ لوگ ہماری پیروی کر کے متقی بن جایا کریں۔

جن لوگوں میں مذکورہ بالا صفات پائی جائیں گی اللہ تعالےٰ نے اُن کے لئے جنّت کے اُوپر کے درجے تیار کر رکھے ہیں۔ فرشتے

دُعا و سلام

کہتے ہوئے ان کا استقبال کریں گے

اور

آپس کی ملاقاتوں میں بھی یہی کلمات سلام و دُعا ان کی عزّت افزائی کے لئے استعمال ہوں گے

خُدا کے نزدیک محبوب کون نہیں ہیں؟

مندرجہ ذیل وہ صفات ہیں جو انسان کو محبت الٰہی کے فیضان سے محروم کر دیتی ہیں

(۱) اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْن
اللہ تعالیٰ کو کافروں سے محبت نہیں ہے۔

یہود و نصاریٰ کہتے تھے ہم خدا کے بیٹے اور محبوب ہیں۔ یہاں بتلایا کہ کافر کبھی خُدا کا محبوب نہیں ہو سکتا۔ اگر واقعی محبوب بننا چاہتے ہو تو اس کے احکام کی تعمیل کرو۔ پیغمبر کا کہا مانو اور خدا کے سب سے بڑے محبوب کے نقشِ قدم پر چلے آؤ۔

(۲) وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍ
اور اللہ کسی ناشکرے گنہگار سے محبت نہیں کرتا۔

(۳) وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْن
اللہ بے انصاف سے محبّت نہیں کرتا۔

جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کھاتا اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہیں فرماتا۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اس پر نہ ظلم کرے اور نہ اس کو تباہی میں گرائے

(۴) وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْن
(اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔)

مسلمانوں میں جب تک باہمی محبت اور اخوت مضبُوط رہے گی۔ اور رُشد و صلاح کے طریق پر چل کر فتنہ و فساد سے پرہیز کریں گے۔ اس وقت تک کافروں کی کوششیں ان کے مقابلہ میں بیکار ثابت ہوں گی۔ خدا کی زمین پر سیدھی طرح رہنا چاہیئے خواہ مخواہ ملک میں اودھم نہ مچائے اور نہ خرابی ڈالے۔

(۵) اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْن
بے شک اللہ پسند نہیں کرتا حد سے بڑھنے والوں کو۔ افراط اور تفریط کے درمیان متوسط و معتدل راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔ نہ تو لذائذِ دنیوی میں غرق ہونے کی اجازت ہے نہ از راہ رہبانیت مباحات و طیبات کو چھوڑنے کی۔ دُعا میں بھی حدِّ ادب سے بڑھے۔ مثلاً جو چیزیں عادتاً یا شرعاً محال ہے وہ مانگنے لگے۔

(۶) اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْخَائِنِیْن
(بے شک اللہ دغابازوں سے محبّت نہیں کرتا)

حق تعالےٰ نے خیانت کی کارروائی کو خواہ کفّار سے ہو پسند نہیں کرتا۔ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کسی مومن کے ساتھ مکر کیا یا اس کو ضرر پہنچایا وہ ملعون ہے

(۷) اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْن
(اللہ کو اترانے والے لوگ نہیں بھاتے)

اس فانی اور زائل دولت پر کیا شیخی مارنا ہے جس کی وقعت اللہ کے ہاں مچھر کے پَر کے برابر بھی نہیں۔ خوب سمجھ لے کہ خدا تعالےٰ کو اکڑنے اور اترانے والے بندے اچھے معلوم نہیں ہوتے

(۸) اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُتَکَبِّرِیْن
(بے شک اللہ تعالیٰ تکبّر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا)

حدیث شریف میں ہے۔ کہ جس کے دل میں ذرّہ برابر بھی تکبّر ہوگا۔ وہ جنت میں نہیں جائے گا۔

(۹) اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْن
بے شک اللہ تعالےٰ فضول خرچوں کو محبوب نہیں رکھتا۔

(۱۰) اِنَّ اللّٰہَ لَا یَرْضٰی عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْن
بے شک اللہ راضی نہیں ہوتا نافرمان لوگوں سے)

(حدیث) اللہ تعالےٰ فحش اور بیہودہ گوئی سے نفرت کرتا ہے۔

الغرض کفر۔ بدگوئی۔ زیادتی۔ فخر۔ غرور۔ شیخی۔ خیانت۔ ناشکری۔ فساد۔ اسراف۔ ظلم و گناہ وہ بد اخلاقیاں ہیں جو انسان کو محبّت الٰہی کے سایہ سے دور کرتی ہیں۔ اس تفصیل سے اندازہ ہوگا کہ اسلامی اخلاق کی ترکیب میں محبّت الٰہی کا کتنا بڑا عنصر شامل ہے۔

بقیہ امام بخاریؒ (ص ۱۱ سے آگے)

ارادہ کرتے تو پہلے غسل فرماتے، دو رکعت نماز نفل ادا کرتے، پھر حدیث کو تحریر کرتے، اور حرم شریف میں بیٹھ کر لکھتے۔ ۱۶ برس میں اس کام کو مکمل کیا۔ (تاریخ خطیب جلد ۲ صفحہ ۱۴)

جب بخاری شریف علمائے اسلام امام احمد ابن حنبل و یحیٰی ابن معین و علی ابن المدائن کے پاس پیش ہوئی تو انھوں نے اس کی بڑی تعریف کی، اپنوں کو تو چھوڑیں، الفضل ما شھدت بہ الاعداء انسائیکلو پیڈیا اٹھا کر دیکھیں، عیسائی نے اس کتاب کی اور امام بخاری رح کے جلالت قدر کی کتنی تعریف کی افسوس کہ آج ایک ایسا گروہ بھی پیدا ہو چکا ہے، جن کے ہاں امام بخاریؒ ہی نہیں بلکہ تمام محدثین کا شیوہ ہی یہی تھا کہ حضور پر افترا باندھنا اور آپ کی طرف غلط احادیث منسوب کرنا۔ نعوذ باللہ من ذالک اللہ تعالےٰ ہدایت فرمائے۔

خلوص نیت کے آثار برکت

نوے ہزار اشخاص نے بلا واسطہ امام بخاریؒ سے اس کتاب کو سنا ہے، اس کی ۵۳ شرحیں لکھی گئیں، بعض شرحیں چودہ چودہ ضخیم جلدوں میں ہیں ۲۲ مستخرج لکھے گئے، یہاں تک کہ اس کے حروف تہجی بھی شمار کر دیے گئے، حضرت انورشاہ کشمیری مرحوم فرمایا کرتے تھے، میں نے وہ نسخہ دیکھا ہے (دیکھو ترجمان السنۃ صفحہ ۲۵۶ جلد اول مصنفہ مولنا بدر عالم میرٹھی)

امام صاحب کی دیگر تصانیف

بخاری شریف کے علاوہ الادب المفرد، رفع الیدین فی الصلوٰۃ، القرأۃ خلف الامام، برالوالدین تاریخ کبیر، تاریخ اوسط، تاریخ صغیر، خلق العباد کتاب القضا، الجامع الکبیر، المسند الکبیر، تفسیر الکبیر، کتاب الاشربہ، کتاب الالبتہ، اسامی الصحابۃ، کتاب الوحدان، کتاب المبسوط، کتاب العلل، الکنی، کتاب الفوائد، تجریدالبخاری

مجاہدہ و عبادت

رمضان المبارک میں صبح سے افطار تک ایک قرآن مجید ختم کرتے اور رات کو بھی۔

خود داری

تحصیل علم کے زمانہ میں عمر ابن حفص اشقر کہتے ہیں، ایک دن درس میں نہ آئے، تحقیق سے معلوم ہوا کہ امام صاحب کے پاس تن پوشی کے لئے کپڑے نہیں ہیں، امام صاحب نے اپنے جبے

آپ شاعر بھی تھے

حاکم نے اپنی تاریخ میں دو شعر امام صاحبؒ کے نقل کیے ہیں:-

اِغْتَنِمْ فِی الْفَرَاغِ فَضْلَ رَکُوْعٍ
فَعَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ مَوْتُکَ بَغْتَۃً

کَمْ صَحِیْحٍ رَاَیْتُ مِنْ غَیْرِ سُقْمٍ
ذَهَبَتْ نَفْسُهُ الصَّحِیْحَةُ فَلْتَةً

ترجمہ:- یعنی فراغت کے وقت رکوع و سجود کو غنیمت سمجھ، مبادا کہ اچانک موت آجائے، کیونکہ میں نے اکثر لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ بغیر کسی بیماری کے اچھے بھلے تھے کہ ناگہاں ان کی جان جاتی رہی۔

سانحہ وفات

جب آپ نیشاپور سے بخارا واپس آئے، ہر خاص و عام نے آپ کا استقبال کیا، کچھ مدت کے بعد امیر بخارا نے یہ کہا کہ آپ ہمارے مکان پر آکر مجھے اور میری اولاد کو بخاری شریف پڑھایا کریں، مگر آپ نے انکار کر دیا، آپ بخارا سے خرتنگ چلے گئے، جو کہ سمرقند کے قریب ایک قریہ ہے، وہاں بشب عید الفطر ۲۵۶ھ کو یہ آفتاب علم حدیث ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن

اللھم احشرنا مع النبیین والصدیقین و الشھداء والصالحین۔

تذکروں میں لکھا ہے کہ کسی شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ چند صحابہ کے ساتھ کھڑے ہیں، کسی کا انتظار فرما رہے ہیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کا انتظار ہے، فرمایا محمد بن اسماعیل بخاری رح آرہے ہیں۔

جب امام صاحب کی خبر وفات پہنچی، انہوں نے حساب لگایا تو ان کی وفات کا ٹھیک وہی وقت نکلا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں منتظر پایا تھا (تاریخ خطیب جلد ۲ صفحہ ۳۴)

آپ کی قبر مشک سے زیادہ خوشبودار ہو گئی، لوگ ٹوٹ پڑے، اور مٹی کو لے جانے لگے انتظام کرنا پڑا کہ آپ کی قبر محفوظ ہو جائے۔ (دیکھو مقدمہ فتح الباری) ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور
قارئین کرام کی نظر میں

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

میں اول سے آخر تک جو مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ان کی افادیت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ میں نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ کسی ایسے ہی مفید دینی پرچہ کی تلاش میں گزارا اور میری یہ ہمیشہ خواہش رہی کہ ایسا کوئی دین کی اشاعت کرنے والا اسلامی پرچہ شائع ہونا چاہئے۔ جس سے ملک کے وہ حضرات جو دین سے کم آشنا ہیں مستفید ہو سکیں الحمد للہ میری یہ دیرینہ خواہش پوری ہوئی اور ویسا ہی ایک لاکھوں خوبیوں سے مرصع پرچہ خدام الدین شائع ہوا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے ہر جگہ مقبول ہو گیا۔ آج ملک کے گوشے گوشے میں اس کی آواز گونج رہی ہے۔ اس سلسلے میں ارکان انجمن خدام الدین واقعی تحسین کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے برسوں سے اپنا قیمتی وقت اور سرمایہ صرف کر کے قرآن کی خدمت کی اور اب ایسا بہترین مبلغ ہفت روزہ جاری کیا۔ جس سے خاص و عام مستفید ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں اس خلوص کی نیک جزا عطا فرمائے۔ آمین!

اور

قارئین کی خدمت میں یہ التماس ہے کہ اس مفید پرچہ کو اپنے حلقہ احباب میں روشناس کرائیں اور زیادہ سے زیادہ سالانہ خریدار پیدا کریں۔ تاکہ اس دینی پرچہ کی آواز گھر گھر پہنچے۔ اور برسوں کی خواب غفلت میں سوئی ہوئی قوم پھر سے بیدار ہو کر اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہو۔

الملتمس:- شیخ محمد واصل کنڈیاروی
حال مقیم شاہپور چاکر۔

بچوں کا صفحہ

ہمارے بزرگوں کا صبر و قناعت

از سید مشتاق حسین صاحب بخاری

(۱)

عزیزو! اس سے پیشتر تم صحابہ کرامؓ کے احوال پڑھ چکے ہو۔ تمہیں ضرور اس بات کا اندازہ ہوا ہوگا۔ کہ اپنے پیارے دین کی خاطر وہ لوگ کتنی بڑی بڑی قربانیاں دے کر اس دین کو اس طرح زندہ کر گئے کہ ان کے بعد کسی کو جرأت نہیں۔ کہ حقیقی اسلام کی شاہراہ کو مٹا سکے۔ گو حق کا مقابلہ ہمیشہ باطل کے ساتھ رہا ہے۔ لیکن پیارے صحابہ کرامؓ کی زندگیاں چراغ راہ بن کر ہمیشہ اُمت کی رہنمائی کرتی رہی ہیں۔ ان کی مقدس زندگیوں کا سب سے قابل قدر پہلو یہ تھا۔ کہ اتنی بڑی بڑی قربانیاں دینے والے بزرگ دولتمند اور فارغ البال نہ تھے۔ بلکہ جب دین اسلام سخت آزمائش کی گھڑیوں میں سے گزر رہا تھا۔ تو اُس کے حلقہ بگوش وہ لوگ تھے۔ جو اس قدر غریب اور مسکین تھے۔ کہ آج ان کی غریبی کی مثال پیش نہیں ہو سکتی۔ ہم میں سے حقیر سے حقیر شخص بھی آج بفضل تعالےٰ اور کچھ نہیں تو رات کو کچھ نہ کچھ کھا کر ہی سوتا ہوگا۔ لیکن وہ لوگ جنہوں نے اسلام کی بنیادیں رکھیں۔ ان میں سے اکثر ایک دن تو کیا کئی کئی دن مسلسل فاقے سے رہتے تھے۔ ایک کھجور کے میسّر آنے کو بڑی نعمت خیال کیا جاتا تھا۔ مٹھی بھر جو کئی کئی بزرگوں کی خوراک بنتے بعض اوقات بھوک یہ حالت کرتی کہ گھروں میں نہ بیٹھا جاتا۔ تو یہ بزرگ باہر نکل آتے۔

اور تو خیر خود ان کے اور ہمارے آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عسرت حالی اور فاقہ کشی میں بھی ان سب بزرگوں سے بڑھ چڑھ کر تھے۔ ایک دفعہ حضرت عمر فاروقؓ آپ کے گھر حاضر ہوئے۔ تو دیکھا کہ گھر کا کل سامان یہ تھا۔ کہ بغیر دباغت دئے ہوئے تین چمڑے ہیں۔ اور ایک مٹھی جو کونے پڑے ہوئے ہیں۔ خود حضورؐ ایک بوریئے پر آرام فرما ہیں۔ اور آپکے خوبصورت جسم پر بوریئے کے نشان صاف نظر آ رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ یہ بے سروسامانی دیکھ کر رو دیئے لیکن حضورؐ نے تنبیہ فرمائی۔ اور کہا کہ اس دنیا کی لذّات اور آسائش کفار کے لئے ہیں۔ اور آخرة کی نعمتیں ہمارے لئے حضرت فاروق اعظمؓ نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے غلطی کی میرے لئے استغفار فرمائیں۔

دراصل نبی اکرمؐ کا فقر و فاقہ آپ کی آزمائش کے لئے نہ تھا۔ بلکہ خود حضورؐ نے اسے پسند فرمایا تھا۔ کیونکہ جب اللہ تعالےٰ نے حضورؐ سے پوچھا تھا۔ کہ کہو تو تمہارے ساتھ سونے کے پہاڑ چلیں۔ لیکن حضورؐ نے یہ جواب دیا تھا۔ کہ اے مالک! مجھے یہ پسند ہے۔ کہ ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں۔ اور دوسرے دن بھوکا رہوں۔ تاکہ تجھے یاد کروں اور تیری طرف زاری کروں اور جب پیٹ بھر جائے تو تیرا شکریہ بجا لاؤں۔

ان بزرگوں کے پاس فقر و فاقہ کا بہترین نمونہ خود نبی اکرمؐ کی ذات تھی۔ جب بھوک سخت پریشان کرتی تو پیٹ کو سہارا دینے کے لئے اس پر پتھر باندھ لیا جاتا۔ حضورؐ کے سامنے آتے اور اپنا حال بیان کرتے تو حضورؐ کے شکم مبارک پر دو پتھر ہوتے۔ آپؐ کے گھر کی یہ حالت تھی۔ کہ کئی کئی چاند گزر جاتے لیکن گھر کا چولہا نہ جلتا صرف ہدیہ کے دودھ وغیرہ پر قناعت کر لی جاتی اگرچہ حضورؐ اپنی بیویوں کا سال بھر کا روزینہ عطا فرماتے۔ لیکن وہ دوسروں میں بانٹ دیتی تھیں۔ اور خود وہی فقر اور فاقہ

حضرت ابو ہریرہؓ حضورؐ کے بہت قریب صحابی تھے۔ لیکن سخت عسرت حال۔ اپنا حال بیان فرماتے ہیں۔ کہ کئی دفعہ میں حضورؐ کے منبر اور حجرے کے درمیان بے ہوش پڑا ہوتا تھا۔ لوگ مجھے مجنوں سمجھ کر میری گردن دباتے تھے۔ لیکن بے ہوشی دراصل بھوک کی وجہ سے ہوتی تھی۔

انہی حضرت ابو ہریرہؓ کا ایک دفعہ کا واقعہ ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ ہم میں سے کسی کو کھانا اتنا میسر آنا غنیمت تھا۔ کہ جسے کھا کر سیدھی ہو سکے۔ ایک دن میں بھوک کی وجہ سے جگر کو کبھی زمین سے چپٹا دیتا۔ اور کبھی پیٹ کے بل پڑا رہتا تھا .... اور کبھی پیٹ پر پتھر باندھ لیتا۔ تنگ آ کر راستے میں بیٹھ گیا۔ جہاں سے اکثر صحابہ کا راستہ تھا۔ حضرت صدیق اکبرؓ گزرے میں نے ان سے بات چیت شروع کی دل میں خیال تھا۔ کہ اپنی عادت کے مطابق بات کرتے کرتے گھر لے جائیں گے۔ اور کچھ کھانے کو ملے گا۔ لیکن اتفاق کی بات آپ کی طبیعت اس طرف آئی ہی نہ اور بات کر کے رخصت ہو گئے۔ پھر فاروق اعظمؓ آئے لیکن وہ بھی یونہی گزر گئے۔ حتی کہ خود حضورؐ تشریف لائے وہ میرا مطلب سمجھ گئے اور مجھے کچھ کھانے کو مل گیا۔

پیارے بچو! ان بزرگوں کے واقعات ہم تمہیں آئندہ سنائیں گے۔ ہم کو شکر ادا کرنا چاہئے۔ کہ ہم میں سے اکثر لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے فارغ البال کر رکھا ہے۔ لیکن ہم پھر بھی دین کے احکام کی بجا آوری میں کوتاہی کرتے ہیں۔ کیا ہمارے لئے ان بزرگوں کے حالات باعث تقلید نہیں جو سخت جسمانی اذیت کے وقت بھی اسلام کے دامن کو نہ چھوڑتے۔

اداریہ

(بقیہ صفحہ ۳)

اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں اور نہ مذہب سے ان کو کوئی واسطہ ہے، وہ اپنے ووٹروں کے حقوق کی حفاظت اور ان کی جائز شکایات کے دور کرنے کے لئے کیا کریں گے، وہ تو برسراقتدار پارٹی یا حزب مخالف کی ہاں میں ہاں ملا کر زندگی کے دن پورے کریں گے۔

اللہ تعالےٰ مسلمان ووٹروں کو اپنے ووٹ کی قیمت اور علمائے کرام اور صوفیائے عظام کو اپنی ذمہ داری کو سمجھنے اور اس کے مطابق میدان عمل میں آنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین یا اللہ العالمین

منظور شدہ محکمہ تعلیم لاہور - بحکم بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۲۱/۶ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء

ہفتہ وار خبریں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷
ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

بدل اشتراک
سالانہ .. .. گیارہ روپے
ششماہی .. .. چھ روپے
فی پرچہ .. .. چار آنے

ڈھاکہ ۲۸ مئی۔ مشرقی پاکستان ہائی کورٹ نے آج صوبائی اسمبلی کے سپیکر کے فیصلوں کے خلاف دائر کردہ درخواستیں مسترد کر دیں۔

لاہور ۲۸ مئی۔ مغربی پاکستان اسمبلی نے آج متفقہ طور پر وزیر اعظم ہندوستان کے چترال، ہنزہ اور نگر کے متعلق حالیہ بیان کی پرزور مذمت کی۔

کراچی ۲۹ مئی، ریاست چترال کے بارے میں وزیر اعظم ہندوستان نے حال ہی میں جو بیان دیا ہے، اس پر ساری ریاست میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔

راولپنڈی ۲۹ مئی۔ حکومت مغربی پاکستان نے فیصلہ کیا ہے کہ ۳۱ مئی کو ملکہ برطانیہ کے یوم ولادت پر کسی سرکاری عمارت پر یونین جیک نہیں لہرایا جائے گا۔

لاہور ۲۹ مئی، ایک سوال کے جواب میں وزیر خوراک نے بتایا کہ حکومت پاکستان مستقبل قریب میں گندم کی نقل و حمل سے پابندی اٹھانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

کراچی ۳۰ مئی۔ وزیر اعظم پاکستان نے اپنا دورۂ چین غیر معین عرصہ کے لئے ملتوی کر دیا، سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ وزیر اعظم کو اپنی ناسازی طبع کے باعث یہ پروگرام ملتوی کرنا پڑا۔

ڈھاکہ ۳۰ مئی۔ صدر پاکستان نے جون، جولائی اور اگست کے لئے مشرقی پاکستان کے بجٹ کی منظوری دے دی ہے۔

لاہور ۳۰ مئی۔ مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے فل بنچ نے صوبائی اسمبلی کے سپیکر کے انتخاب کے خلاف دائر کردہ درخواست پر اپنا فیصلہ محفوظ رکھا۔

لاہور ۳۰ مئی پنجاب ثانوی تعلیمی بورڈ نے میٹرک کے امتحان منعقدہ سنہ ۱۹۵۶ء کے نتیجہ کا اعلان کر دیا ہے، اس امتحان میں کل ۵۵۲۰۳ امیدوار شامل ہوئے جن میں سے ۲۴۹۴۷ پاس ہوئے، پاکستان ماڈل ہائی سکول لائل پور کے مسٹر عبدالرشید ۶۴۷ نمبر حاصل کر کے اول رہے۔

نکوسیا ۲۷ مئی۔ آج قبرص کے ایک شہر میں ترک اور یونانی باشندوں میں پھر جھڑپ ہوئی جس میں دو افراد ہلاک اور آٹھ مجروح ہوئے، نکوسیا میں بھی ترکوں اور یونانیوں کے دو گروہوں میں تصادم ہوا، جس کے بعد حکام نے پچاس دکانوں کو اجتماعی جرمانے کے طور پر بند کر دیا۔

بمبئی ۲۷ مئی۔ باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ بھارتی حکومت سوویٹ روس سے سونا درآمد کرنے کی تجویز پر غور کر رہی ہے۔

الجزائر ۲۷ مئی، الجزائر میں فرانسیسی مظالم پر تونس اور مراکش میں بھی فرانسیسیوں کے خلاف تشدد کی زبردست آگ بھڑک اٹھی ہے۔

نئی دہلی ۳۰ مئی۔ "کشمیر کا جھگڑا طے کرو کمیٹی" کی جانب سے ایک آل پارٹی کشمیر کانفرنس منعقد ہونے والی تھی، لیکن مقبوضہ کشمیر کے مندوبین کو ریاست سے باہر جانے کی اجازت نہ ملنے کی وجہ سے یہ کانفرنس ملتوی کر دی گئی ہے۔

لندن ۳۰ مئی۔ برطانیہ نے سنگاپور کے مستقبل کے متعلق دوبارہ بات چیت شروع کرنے سے انکار کر دیا ہے۔